مجلہ

دو ماہی لاہور

راہِ سنت

مسلک اہل السنت والجماعت کا ترجمان

رمضان المبارک تا شوال المکرم ۱۴۳۰ھ

سرفراز خان

قاری عبدالرشید

محمد حماد

• کس نام سے پکاریں؟ • ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور

• سیدنا علی • محمد علی • جنہیں جرم عشق پہ ناز تھا

• پیران پیر حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی تعلیمات

• عبارات اکابر پر تنقید کا جائزہ

مولای صل

وسلم دائما ابدا

ناشر: انجمن ارشاد المسلمین پاکستان

انجمن کے مقاصد

۱۔ مسلمانوں میں اخوت اسلامی اور دینی جذبہ پیدا کرنا۔
۲۔ توحید وسنت کو زندہ کرنا، شرک وبدعات، غیر اسلامی رسم ورواج نیز دیگر فواحش ومنکرات کو مٹانا
۳۔ انکار ختم نبوت اور انکار حدیث جیسے عظیم فتنوں سے مسلمان بھائیوں کو بچانا۔
۴۔ تعلیم یافتہ حضرات کے دل ودماغ کو مستشرقین کے پھیلائے ہوئے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھنا۔
۵۔ مقام صحابہؓ سے لوگوں کو روشناس کرانا نیز ان کے معیار حق ہونے کے عقیدے کو مسلمانوں کے قلوب واذہان میں راسخ کرنا
۶۔ عوام کو صحیح طور پر مسلک اہل سنت والجماعت سے متعارف کراتے ہوئے اپنے عقائد واعمال کو اس کے مطابق ڈھالنے کی تلقین کرنا۔
۷۔ مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ اور ان کے بعد پیدا ہونے والے مسلک اہل السنت والجماعت کے دیگر جید اساطین علم وفضل کی زندگیوں سے عوام کو آگاہ کرنا جن کی ملی، ملکی، سیاسی اور مذہبی خدمات پر پاک و ہند کا کوچہ کوچہ گواہ ہے۔
۸۔ دینی تعلیم وتبلیغ کو عام کرنا اور اس سلسلے میں اردو کا ایک مخصوص دینی نصاب پڑھانا۔
۹۔ ایک ایسی لائبریری کا قیام جس میں حدیث، تفسیر، فقہ، عقائد، سیرت، تاریخ اور سوانح بزرگان سلف کی کتب کا ذخیرہ فراہم ہو تاکہ ہر شخص کے لیے ان کتب کا مطالعہ آسان ہو سکے۔
۱۰۔ انجمن کی رکن سازی، بالخصوص تعلیم یافتہ حضرات کو انجمن کا رکن بنا کر رشد وہدایت اور تعلیم وتبلیغ کے لیے تیار کرنا
۱۱۔ فرق باطلہ کے دجل وفریب اور ان کے اضلال وتضلیل سے مسلمان بھائیوں کو بچانا۔
۱۲۔ ایسی کتب کی نشر واشاعت کرنا جو انجمن کے مقاصد پورا کرنے میں ممد ومعاون بن سکیں۔

مجلہ طلب کرنے کے لیے پتے

☆ نجیب اللہ عمر (کراچی) 0333-4725175 ☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور 042-7232536
☆ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 048-3881487 ☆ دار الکتاب اردو بازار لاہور
☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور ☆ مولانا ابوایوب قادری صاحب (نیا شہر جھنگ) 0306-8098788
☆ حضرت مولانا رب نواز حنفی صاحب (کراچی) 0323-2873352

مجلہ دو ماہی لاہور

راہِ سنت

جلد نمبر ۱ | رمضان المبارک/ شوال المکرم ۱۴۳۰ھ | شمارہ نمبر ۲

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

حضرت مولانا قاری عبدالرشید

درج ذیل پتہ پر منی آرڈر یا درج ذیل اکاؤنٹ میں جمع کرائیں۔ جمع کرانے کی رسید ارسال فرمائیں۔ منی آرڈر فارم کے آخر میں اپنا فون نمبر اور پتہ ضرور درج کریں۔

حماد فضل میزان بینک
0205-0200001194

سالانہ زرِ خرید 140 روپے

قیمت فی شمارہ 20 روپے

جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ضرور ہمراہ بھیجیں۔
ہر بار خط و کتابت میں اپنا مکمل پتہ لکھیں۔

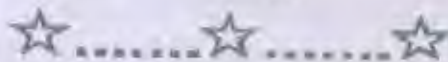
رسالہ منگوانے اور لگوانے کے لیے رابطہ نمبر:

مولانا حماد احمد 0321-4184848
مولانا فیاض طارق 0301-3908336
مولانا سرفراز 0321-4606293
مولانا شاہد خالد 0322-4274536

انجمن ارشاد المسلمین (پاکستان)

پتہ: جامع مسجد تقوی اعوان مارکیٹ گلی نمبر 6 نزد چونگی امر سدھو لاہور


دیکھیے اس شمارے میں





درس قرآن



از افادات مولانا منظور احمد نعمانیؒ

یسئلک الناس عن الساعة قل انما علمها عند الله وما یدریک لعل الساعة تکون قریبا. (سورۃ احزاب)۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ سوال می کنند مردمان از قیامت۔ بگو جز ایں نیست کہ معرفت آن۔ نزدیک خدا است وچہ۔ چیز خبر داد ترا شاید کہ قیامت موجود شود در زمان نزدیک (فتح الرحمٰن)۔

اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے اس کا ترجمہ ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

''لوگ پوچھتے ہیں تجھ سے قیامت کو۔ تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی کے پاس اور تو کیا جانے شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو۔ (امام التراجم)۔

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

یقول تعالیٰ خبرا لرسوله صلوة الله وسلامه علیه انه لا علم له بالساعة وان سأله الناس عن ذلک وارشده ان یرد علمها الی الله عزوجل کما قال تعالیٰ فی سورة الاعراف وهی مکية وهذا مدنية فاستمر الحال فی رد علمها الی الذی یقیمها لکن اخبره انها قریبة بقوله وما یدریک لعل الساعة تکون قریبا (تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۵ ج ۸)۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے اپنے رسول (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) کو بتلایا ہے کہ آپ کو قیامت کا علم نہیں ہے۔ اگرچہ لوگ پوچھا کریں اور آپ کو ہدایت کی ہے کہ اس کے علم کو خدا ہی کے سپرد کریں جیسا کہ سورۃ اعراف (کی مذکورہ بالا آیت) میں بھی یہی حکم دیا ہے اور وہ آیت مکی ہے اور یہ مدنی ہے۔ پس علم قیامت کو اس کے قائم کرنے والے ہی کے حوالے کرنا مستمر رہا۔ البتہ وما یدریک لعل الساعة تکون قریبا فرما کر آپ کو یہ بتلا دیا گیا کہ فی الجملہ وہ قریب ہی ہے۔



درس قرآن



ازافادات مولانا منظور احمد نعمانیؒ

یسئلک الناس عن الساعة قل انما علمها عند الله وما یدریک لعل الساعة تکون قریبا. (سورۃ احزاب)۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ سوال می کنند مردماں از قیامت۔ بگو جزایں نیست کہ معرفت آن نزدیک خدا است وچہ چیز خبر داد ترا شاید کہ قیامت موجود شود در زمان نزدیک (فتح الرحمن)۔

اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے اس کا ترجمہ ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

''لوگ پوچھتے ہیں تجھ سے قیامت کو۔ تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی کے پاس اور تو کیا جانے شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو۔ (امام التراجم)۔

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

یقول تعالیٰ خبرا لرسوله صلوة الله وسلامه علیه انه لا علم له بالساعة وان سأله الناس عن ذلک وارشده ان یرد علمها الی الله عزوجل کما قال تعالیٰ فی سورة الاعراف وهی مکیة وهذا مدنیة فاستمر الحال فی رد علمها الی الذی یقیمها لکن اخبره انها قریبة بقوله وما یدریک لعل الساعة تکون قریبا (تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۵ ج ۸)۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے اپنے رسول (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) کو بتلایا ہے کہ آپ کو قیامت کا علم نہیں ہے۔ اگرچہ لوگ پوچھا کریں اور آپ کو ہدایت کی ہے کہ اس کے علم کو خدا ہی کے سپرد کریں جیسا کہ سورۃ اعراف (کی مذکورہ بالا آیت) میں بھی یہی حکم دیا ہے اور وہ آیت مکی ہے اور یہ مدنی ہے۔ پس علم قیامت کو اس کے قائم کرنے والے ہی کے حوالے کرتا مستمر رہا۔ البتہ وما یدریک لعل الساعة تکون قریبا فرما کر آپ کو یہ بتلا دیا گیا کہ فی الجملہ وہ قریب ہی ہے۔

قاضی بیضاوی ''انوار التنزیل'' میں فرماتے ہیں۔

(قل انما علمها عند الله) لم يطلع عليها ملكا ولا نبيا. (بیضاوی ص۷۰ ج۲) آپ فرمادیجئے کہ قیامت کے وقتِ خاص کا علم بس خدا ہی کو ہے اس نے نہ کسی فرشتے کو اس کی اطلاع دی ہے نہ کسی نبی کو۔

علامہ معین بن صفیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

(قل انما علمها عند الله) لم يطلع عليه احد (جامع البیان ص۳۵۶) آپ فرمادیجئے کہ اس کا علم بس خدا ہی کے پاس ہے۔ اس نے کسی کو اس کی خبر نہیں دی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

(قل انما علمها عند الله وما يدريك) يعلمك بها اى انت لا تعلمها. (جلالین ص۳۵۶)۔ آپ فرمادیجئے کہ اس کا علم بس خدا ہی کو ہے اور آپ اس کو کیوں کر جانیں یعنی آپ اس کو نہیں جانتے۔

اور بعینہ یہی الفاظ اس موقعہ پر علامہ نسفی حنفیؒ کے ہیں۔ (تفسیر مدارک ص۲۴۰ ج۳)۔ نیز ان ہر دو مفسرین (علامہ ابوالسعود و علامہ نسفی) نے اس موقعہ پر یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن عزیز سے پہلی تمام آسمانی کتابوں میں بھی علم قیامت کو پوشیدہ ہی رکھا ہے۔

محترم قارئین! درج بالا حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو قیامت کے واقع ہونے کا علم نہیں دیا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ عالم ما کان وما یکون (ازل سے ابد تک) نہ تھے بے شک اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کو تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ علوم عطا کیے مگر آپ ﷺ کو ازل سے ابد تک ہر ہر جزئی کا تفصیلی علم نہ دیا گیا تھا اگر دیا گیا ہوتا تو قیامت کا علم بھی دیا جاتا۔

مگر نہ معلوم اہل بدعت پر اب کون سی نئی وحی ہوئی ہے جس نے ان کو بتلایا کہ یہ علم حق تعالیٰ نے دوسروں کو بھی عطا فرمایا ہے۔

ان يتبعون الا الظن وما تهوى الانفس ولقد جاء هم من ربهم الهدىٰ.

درس حدیث

از افادات مولانا منظور احمد نعمانیؒ

صحیح مسلم میں حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ سے مروی ہے کہ

ان رسول الله ﷺ اتی المقبرة فقال السلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء الله بکم لاحقون وددت انا قد راینا اخواننا، قالوا اولسنا اخوانک یارسول الله قال انتم اصحابی واخواننا الذین لم یاتو بعد فقالوا کیف تعرف من لم یات بعد من امتک یا رسول الله فقال ارایت لو ان رجلا له خیل غر محجلة بین ظهری خیل دهم بهم الا یعرف خیله قالوا بلیٰ یا رسول الله قال فانهم یاتون غرا محجلین من الوضوء وانا فرطهم علی الحوض الا لیذادن رجال من حوضی کما یزاد البعیر الضال انادیهم الا هلم فیقال انهم قد بدلوا بعدک فاقول سحقًا سحقًا، (صحیح مسلم باب استحباب اطالة الغرة والتحجیل فی الوضوء ورواه ایضا مالک والشافعی واحمد والنسائی وابن ماجه وابن حبان کما فی الکنز).

رسول اللہ ﷺ قبرستان میں تشریف لائے اور فرمایا اسلام ہو تم پر مسلمانوں کی اس بستی کے ساکنو! اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ پھر فرمایا کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے بعض صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ ارشاد فرمایا تم میرے اصحاب ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک (اس دنیا میں) نہیں آئے، عرض کیا گیا حضورؐ کے جو امتی ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ان کو آپ کیسے پہچانیں گے۔ ارشاد فرمایا بتلاؤ! اگر کسی شخص کے سفید پیشانی اور سفید پاؤں والے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑوں میں ملے جلے ہوں تو کیا وہ شخص اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیوں نہیں پہچانے گا ضرور پہچان لے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے امتی قیامت میں اس امتیازی شان سے آئیں گے کہ وضو کی برکت سے ان کے چہرے روشن اور ان کے ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے اور میں حوض کوثر پر ان سے پہلے (تمام کام درست کرنے کے لیے) پہنچ جاؤں گا۔ معلوم ہونا چاہیے کہ کچھ لوگ میرے حوض کوثر سے ہٹا دیئے جائیں گے جس طرح گم شدہ اونٹ ہانک دیا جاتا ہے تو میں انہیں پکاروں گا کہ ادھر آؤ! ادھر آؤ! تو مجھے بتلایا جائے گا کہ انہوں نے آپ کے بعد دین بدل ڈالا تھا۔ تو میں کہوں گا دور! دور!۔

اس حدیث میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ بعد میں پیدا ہونیوالے امتیوں کو وضو کی روشن نشانیوں سے پہچانیں گے اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ آپ یوں ان کی شخصیتوں کو نہ جانتے ہوں گے (کیونکہ اگر آپ ان کو شخصی طور پر جانتے پہچانتے تو پھر اس علامت سے شناخت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی)۔ اور یہ جب ہی متصور ہے کہ آپ ﷺ کو جمیع ما کان وما یکون (ازل سے ابد تک) کا علم قیامت تک بھی حاصل نہ ہوا ہو۔ جبکہ بعض جہلاء کے نزدیک آپ ﷺ کو ازل سے ابد تک کا علم حاصل تھا، یعنی علم ما کان وما یکون۔

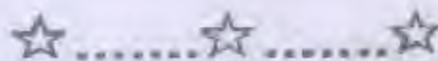
پھر صحابہ کرامؓ کا یہ سوال کرنا کہ حضور ﷺ بعد میں پیدا ہونے والے اپنے امتیوں کو جن کو آپ نے دیکھا نہ ہوگا کس طرح پہچانیں گے۔؟ صاف بتا رہا ہے صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کے متعلق علم جمیع ما کان وما یکون کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔ ورنہ اگر بفرض انکا بھی یہ عقیدہ ہوتا تو اس سوال کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ کیا آج تک کبھی کسی کو حق تعالیٰ کے متعلق بھی یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ وہ اپنی مخلوق کے نیکوں اور بدوں کو کس طرح پہچانیگا؟ ظاہر ہے کہ جس کا علم محیط ہو اور جو حاضر ناظر ہو اس کے متعلق یہ سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ بہر حال ان احادیث سے ایک طرف صراحت کے ساتھ یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو قیامت کے دن تک بھی جمیع ما کان وما یکون (ازل سے ابد تک) کا علم حاصل نہیں ہوگا اور دوسری طرف یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرامؓ جو حضور ﷺ کے فضل وکمال کے سب سے بہتر سمجھنے والے حضور ﷺ کے بلاواسطہ شاگرد اور آپ کے سچے جاں نثار عاشق تھے۔ وہ بھی آپ کو عالم جمیع ما کان وما یکون نہیں جانتے تھے۔ اور نہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ آئندہ کسی وقت آپ کو جمیع ما کان وما یکون کا علم محیط حاصل ہونے والا ہے۔ حالانکہ قرآن پاک کی وہ آیتیں اس وقت نازل ہو چکی تھیں جن سے مدعیان علم غیب حضور ﷺ کے لیے جمیع ما کان وما یکون کا علم محیط ثابت کرتے ہیں۔ بالخصوص آیات "ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیء" الآیۃ اور "ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء" الآیۃ۔

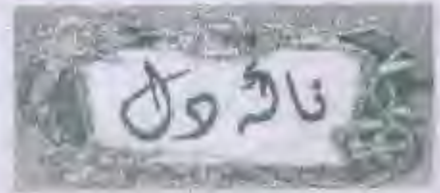
جن پر فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب نے دعویٰ علم جمیع ما کان وما یکون کی بنیاد رکھی ہے۔ ان احادیث کے زمانہ سے بہت پہلے نازل ہو چکی تھیں کیونکہ ان میں پہلی آیت سورۃ

یوسف کی ہے اور دوسری سورۃ نحل کی اور یہ دونوں سورتیں ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہیں اور یہ احادیث مندرجہ بالا ہجرت سے بہت بعد کی ہیں (کما لا یخفی علی اھل العلم وارباب التحقیق والتفصیل لا یسعه هذا المقام)۔

بہرحال اس حدیث سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوگئی کہ صحابہ کرامؓ نے ان آیات سے وہ مطلب نہیں سمجھا تھا جو ہمارے زمانے کے یہ مدعیان عشق ومحبت لیتے ہیں ورنہ وہ حضورﷺ سے یہ سوال ہی نہ کرتے کہ آپ ان امتیوں کو کیسے پہچانیں گے۔جن کو آپ نے دیکھا نہیں؟ نیز رسول اللہﷺ نے بھی اس کے جواب میں یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے تمام ما کان وما یکون کا علم محیط عطا فرمادیا ہے یا وہ آئندہ مجھے عطا فرمادیا جائے گا یا مجھے حاضری ناظری کی صفت عطا فرمائی جائے گی اواس لیے میں بعد میں آنے والے اپنے امتیوں کو بھی دیکھتا بھالتا اور جانتا پہچانتا رہوں گا۔ نیز اپنے اس سوال کے جواب میں یہ بھی نہیں فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے قرآن پاک میں فلاں فلاں آیتیں نہیں پڑھیں جن سے میرا عالم الغیب یا عالم جمیع ما کان وما یکون ہونا تم کو معلوم ہو جاتا۔ بلکہ آپ نے یہ جواب دیا کہ میں بعد میں پیدا ہونیوالے ان امتیوں کو وضو کے روشن نشانات سے شناخت کرلوں گا۔

الغرض اس حدیث پر سرسری نظر کرنے سے ایک طرف تو صاف طور پر یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ رسول اللہﷺ کو قیامت تک بھی علم محیط اور علم جمیع ما کان وما یکون عطا نہیں فرمایا جائے گا۔ اور دوسری طرف یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے دل ودماغ اس غیبیہ عقیدہ کے تصور سے بھی بالکل خالی تھے اور تیسری بات یہ بھی صاف ہوجاتی ہے کہ مدعیان علم غیب نبویﷺ جن آیات قرآنیہ سے حضور اقدسﷺ کے لیے علم محیط اور علم جمیع ما کان وما یکون ثابت کرتے ہیں، وہ ان کا محض اختراع ہے اور صحابہ کرامؓ نے ان آیات کا کبھی یہ مطلب نہیں سمجھا حالانکہ وہ قرآن پاک کے اولین مخاطب اور صاحب قرآنﷺ کے براہ راست اور بلاواسطہ شاگرد تھے۔





--- مدیرِ اعلیٰ کے قلم سے



تمام تعریفیں ربِ ذوالجلال والاکرام کے لیے کہ صرف وہی مستحق حمد وشکر ہے وہی ہے جس کو مصیبتوں میں پکارا جائے اس کے سوا اور کون ہے جو مصیبت زدہ کی پکار کو سنے۔ سمجھ نہیں آ رہا اور الفاظ نہیں مل رہے کیسے اس ربِ ذوالجلال کا شکریہ ادا کریں کہ اس نے اس سیاہ کار کی حقیر کاوش کو وہ پذیرائی بخشی جو اس عاجز کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔

میرے کریم آقا سرکارِ دو عالم ﷺ نے کیا خوب اللہ کی تعریف کی۔ **اللھم لک الحمد کلہ ولک الشکر کلہ اللھم لا احصی ثناء علیک کما اثنیت علی نفسک.**

اے اللہ تمام تعریفیں صرف تیرے لیے ہیں اور صرف تیرے لیے ہی تمام شکر ہے، ہم تیری تعریف نہیں کر سکتے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ میرے آقا ﷺ نے امت کو بتلا دیا کہ دیکھو اصل تعریف اسی کی جو نعمت دے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ نعمتیں تو کھائیں رب کی اور گن گائے جائیں مزاروں کے، بیٹا دے تو اللہ مگر نام رکھیں پیراں دا دتا (پیروں کا دیا ہوا) روزی تو دے اللہ مگر سجدے ہو داتا صاحب کو، شفا تو ربِ کائنات دے مگر منسوب کریں قبر کی طرف۔ وما قدروا اللہ حق قدرہ۔ ذرا سوچیے تو سہی اس سے بڑھ کر کیا ناانصافی ہوگی۔ اس لیے قرآن نے شرک کو ظلم عظیم کہا۔

اللہ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے راہِ سنت کے پہلے شمارے کو وہ قبولیت دی کہ بندے کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔

دوسرا ایڈیشن چھپوایا تو وہ بھی اسی تیزی سے نکل گیا۔ یہ محض میرے اللہ کا کرم ہے ورنہ ہم بندے کہاں اس کے کرم کے لائق۔

آپ حضرات نے رسالے کو جس طرح پسند کیا بندہ انتہائی ممنون ہے مسلسل کارگزاریاں آ رہی ہیں کہ یہ رسالہ کتنے ہی لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا اور بن رہا ہے۔ ان شاء اللہ اس کی تفصیلی

کارگزاری عنقریب شائع کی جائیگی۔

محترم قارئین! یہ رسالہ جن ملکی حالات میں شروع کیا گیا آپ سب اس سے بخوبی واقف ہیں۔ ممکن ہے کوئی ساتھی اعتراض کرے کہ موجودہ ملکی حالات اس قسم کے رسالے اور کام کے متحمل نہیں۔ اس سلسلے میں درج ذیل گزارشات پیش خدمت ہیں۔

۱۔ دین اور مسلک کا کام کبھی بھی حالات کے تابع نہیں ہوا کرتا۔ اگر حالات کو دیکھ کر مسلک کا کام کیا جاتا تو کبھی امام احمد بن حنبلؒ فتویٰ دے کر کوڑے نہ کھاتے، کبھی امام ابوحنیفہؒ جیل نہ جاتے، سلسلہ نقشبندیہ کے سرخیل امام حضرت مجدد الف ثانیؒ کبھی اکبر بادشاہ کے خلاف کام نہ کرتے، کیا امام ربانیؒ نے بدعات کے خلاف مکتوبات میں نہ لکھا؟ کیا حضرتؒ نے باوجود اس کے بادشاہ اور حکومت ملحدوں کی تھی ''ردشیعت'' پر مشتمل کتاب نہ لکھی؟، کیا حضرتؒ نے بادشاہ کے خودساختہ دین کے خلاف کام نہ کیا؟ اگر وہ بھی حالات کو دیکھتے کہ ملکی حالات سازگار نہیں تو شاید اس خطے میں مسلک اہل سنت ہی مٹ جاتا۔

مزید دیکھئے۔ سنیوں کے امام مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، انگریز کے دور حکومت میں جب علماء ربانیین پر انتہائی سختی تھی، باوجود اس کے کہ خود انگریز کے خلاف تحریک کی وجہ سے گرفتار ہوئے۔ کیا مسلک کا کام چھوڑا؟ میلاد کے ناجائز ہونے پر حضرت نے خود فتویٰ تحریر فرمایا، فتاویٰ رشیدیہ دیکھئے اہل بدعت کا کس طرح حضرت نے تعاقب کیا، کئی جگہ بدعات کا رد کھل کر کیا۔ اگر وہ بھی کہتے کہ ملکی حالات سازگار نہیں تو کیا مسلک بچتا؟ اس دور میں تو حالات آج کل کے حالات کہیں زیادہ خراب تھے مگر انہوں نے مسلک کا کام کیا نہ صرف کیا بلکہ ڈٹ کر کیا۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے ان خراب حالات میں کیا اہل بدعت سے مناظرہ کر کے ان کی کمر نہ توڑی؟ حضرت سہارنپوریؒ نے اہل بدعت کے رد میں ''براہین قاطعہ'' کیوں لکھی؟ اگر وہ بھی مصلحتوں کو دیکھتے تو آج ہم بھی سنی نہ ہوتے۔ آج سنیت قائم ہے تو حضرت گنگوہیؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت سہارنپوریؒ اور حضرت تھانویؒ کے سبب، حضرت تھانویؒ نے جگہ جگہ بدعات کے خلاف کیا بیانات نہیں کیے۔ کاش کہ ہم اپنے اکابرین کو دیکھتے کہ انہوں نے کیسے

بے دھڑک ہو کر مسلک اہل سنت کا کام کیا ہے۔

۲۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ملکی حالات خراب ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ کیا ملکی حالات صرف ہمارے لیے ہی خراب ہیں؟ ان اہل بدعت کی زبانوں کو بھی تو لگام دیں جو اہل سنت پر کفر کے تیر برسانا اپنی ہر تحریر و تقریر میں فرض سمجھتے ہیں۔ کیا ملکی حالات کا ڈراوا صرف ہمارے لیے ہی ہے۔

۳۔ اگر بالفرض ان حضرات کی بات مان لی جائے تو کیا ملکی حالات درست ہو جائیں گے؟ نیز ہمیں روکنے کی بجائے کاش آپ اہل باطل کو روکتے اور ان پر ناراضگی کا اظہار کرتے۔ اہل باطل جو چاہیں گستاخیاں کریں ان کو تو کچھ نہ کہا جائے اور جو اہل سنت ان کو روکیں ان کو مشورہ دیا جائے کہ حالات ٹھیک نہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔

محترم قارئین! یاد رکھیے مسلک اور دین کا کام کبھی حالات کے تابع نہیں ہوا کرتا۔ حالات جو بھی ہو جیسے بھی ہو دین کی بات کرنا اہل سنت کا طریق ہے۔ اسی پر ہمارے اکابرین کا عمل تھا۔ اور اسی عزم کو لے کر ہم اٹھے ہیں۔ اللہ ہم سب کو استقامت دے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب.

جنہیں جرم عشق پہ ناز تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

محترم قارئین! رسالہ کمپوزنگ کے مراحل طے کر رہا تھا کہ ایک اندوہناک خبر نے اہل سنت کے دل ہلا کر رکھ دیئے۔

خون عشاق سے جام بھرنے لگے دل سلگنے لگے داغ جلنے لگے وہ سنیوں کا شیر جسے زمانہ علی شیر کے نام سے جانتا تھا۔ وہ جو واقعہ مسلک حق کا شیر تھا۔ شیر تو پھر شیر ہوتا ہے اور وہ تو علوم کا شیر تھا۔ ایسا شیر جس کی صرف دھاڑ ہی سے رافضیت اور اہل بدعت لرزتے تھے۔ شیر جو علی شیر بنا اور وہ تو حیدری بھی تھا۔ دنیا سے ہم سب کو رلا کے گیا بھی تو شیروں کی طرح۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی تو کوئی بات نہیں

شہادت! شہادت! ہاں! وہی جو مومن کے لیے زیور ہے ہاں وہی تو یور جس کی

چمک دمک شہید کا لہو ہے۔ وہ مردِ حق اپنے ماتھے پہ سجا کر ہمیں داغ فراق دے گیا۔ اسے دین کا غم تھا اسی غم میں جان نچھاور کر دی۔

ترے غم کو جان کی تلاش تھی ترے جان نثار چلے گئے
تری راہ میں کرتے تھے سر طلب، سر راہگذار چلے گئے

مجھے یاد ہے وہ منظر جب راہ سنت کا پہلا شمارہ دیکھ کر اس مردِ قلندر نے کس خوشی کا اظہار کیا تھا۔
وہ ساری زندگی اپنے مقصد کو لے کر چلتا رہا۔ اس انتظار میں کہ شائد وہ سہانی گھڑی آئے کہ صحابہ کرامؓ کے دشمن اپنے انجام کو پہنچیں مگر

تری کج ادائی سے ہار کے شب انتظار چلی گئی
مرے ضبط حال سے روٹھ کر مرے غم گسار چلے گئے

آہ! اے سرمایہ اہل سنت تو عاشق صحابہ تھا تو امی عائشہ صدیقہؓ کے تقدس کا محافظ تھا۔ تجھے مبارک تو ان پر جان لٹا گیا۔

نہ رہا جنون رخ وفا ، رسن یہ دار کرو گے کیا
جنہیں جرم عشق پہ ناز تھا وہ گناہ گار چلے گئے

☆.......☆.......☆

سنی کون؟

اہل السنّت والجماعت کا مطلب وہ لوگ جو نبی ﷺ کی سنت مبارک کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک جماعت کے ذریعے سے سمجھتے ہیں یعنی نبی ﷺ کا عمل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل دیکھتے ہیں۔

سوال: کیا نبی ﷺ نے عرس منایا یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی کا عرس منایا؟
جواب: نہ اللہ کے نبی ﷺ نے منایا اور نہ پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے منایا۔
سنی کون: وہ جو اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرتے ہوئے عرس نہ منائے

پیران پیر سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے مخالفت کیوں؟

مولانا ابوایوب قادری صاحب
(جھنگ)

برادران اہل السنت والجماعت: ہمارے بریلوی بھائیوں کے نزدیک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا کیا رتبہ ہے۔ اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت کے فتاوی افریقہ میں ان کے نام کو سن کر انگوٹھے چومنے کو ثابت کیا ہے عرفان شریعت میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ پیران پیر کی روح کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا' (عرفان شریعت ص ۸۵) اسی کتاب میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ معراج پر تشریف لے جاتے ہوئے جب براق پر سوار ہونے لگے اور اسی طرح جب عرش پر چڑھنے لگے تو پیران پیر کے کندھوں پر پائے انور رکھ کر تشریف فرما ہوئے۔ (ایضا ص ۸۷)۔

(فتاوی رضویہ ج ا قدیم) میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ پیران پیرؒ کی نیند بھی ایسی تھی کہ دل جاگتا تھا آنکھیں سوتی تھی۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں حضور پرنور غوث اعظمؒ کا ارشاد بتلاتے ہیں اور حضور کے ارشاد واجب الانقیاد پر رد وایراد اگر امحانی سے نہ ہو تو معاذ اللہ وہ آتش سوزاں و بلائے بے درواں وقہر بے امان ہے جس کا مزہ اس دار الغرور والالتباس میں نہ کھلا تو کل کیا دور ہے۔ الاان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب۔

یعنی پیران پیرؒ کے ارشاد کی مخالفت اگر لاعلمی سے نہ ہو تو وہ جلا دینے والی آگ بلا اور بغیر امان کے قہر ہے جس کا وبال اس دنیا میں نہ ملا تو آخرت میں مل جائے گا۔

حضور خود ارشاد فرماتے ہیں میرے ارشاد کو خلاف بتانا تمہارے دین کے لیے زہر قاتل اور تمہاری دنیا وعقبی دونوں کی بربادی ہے (فتاوی رضویہ ج ا قدیم ص ۵۲۳ آرام باغ کراچی) محترم قارئین کرام! ہم حیران ہیں کہ ہمارے بریلوی بھائی حضرات پیران پیرؒ کو بہت کچھ سمجھ کر بھی ان کی

مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ اب ہم آپ کو لے چلتے ہیں گلشن جیلانی میں جہاں آپ طرح طرح کے تروتازہ پھول دیکھیں گے لیکن ہمارے نادان بریلوی دوست پتہ نہیں کیوں ان سے دور ہیں۔

۱۔ حضرت پیران پیرؒ لکھتے ہیں خدا کے رسول مقبول محمد ﷺ عاشورہ کے روز ہی پیدا ہوئے (غنیۃ الطالبین اردو ص ۴۳۲) پوری دنیا میں ایک بھی بریلوی ایسا نہیں جو عاشورہ (۱۰ محرم) کے دن نبی پاک ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں جلوس نکالے یا جیسے یہ ۱۲ ربیع الاول کو عید مناتے ویسے ۱۰ محرم کو مناتے بلکہ سرے سے اس قول کو ہی ضعیف مانتے ہیں۔

۲۔ حضرت پیران پیرؒ لکھتے ہیں خداوند تعالیٰ سے تنہائی نہیں ہو سکتی وہ ہر جگہ حاضر اور ناظر ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۵۵۰ مکتبہ رحمانیہ لاہور) لیکن ہمارے بریلوی دوست اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر ماننا بے دینی، و ناجائز بتلاتے ہیں (العیاذ باللہ) (جاء الحق، تسکین الخواطر)

۳۔ حضرت پیران پیرؒ لکھتے ہیں مسلمانوں کی عیدین عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن الخ (غنیۃ الطالبین ص ۴۴۶)۔ معلوم ہوا کہ **حضرت پیران پیرؒ عید میلاد النبی ﷺ کے قائل نہ تھے ورنہ اس عید کا ذکر بھی کر دیتے۔**

۴۔ حضرت پیران پیرؒ لکھتے ہیں خدا تعالیٰ نے جس چیز کو قرآن میں اس لفظ سے تعبیر کیا ہے "وما ادراک" اس کی اطلاع خود رسول مقبول ﷺ کو دے دی ہے **اور جو لفظ "ما یدریک" میں آیا ہے اس کی اطلاع آپ ﷺ کو نہیں دی گئی** جیسے فرمایا گیا ہے ہو سکتا ہے کہ قیامت نزدیک ہو مگر اس کا وقت نہیں بتلایا (ایضاً ص ۳۵۸، ۳۵۹) معلوم ہوا کہ حضرت شیخ کے نزدیک نبی پاک ﷺ کو وقوع قیامت کا علم نہیں دیا گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دعویٰ کہ ہر ہر چیز کا علم آپ ﷺ کو دیدیا گیا حضرت شیخ کی تحقیق میں یہ بھی درست نہیں۔

۵۔ حضرت پیران پیرؒ لکھتے ہیں کہ آصف (بن برخیا) کھڑا ہو گیا اور وضو کیا اس کے بعد سجدہ کیا اور اسم اعظم پڑھا اور دعا مانگنی شروع کی۔۔۔۔ وہ تخت اس جگہ سے زمین کے نیچے غائب ہو گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے پاس باہر نکل آیا (ایضاً ص ۲۰۱، ۲۰۲)۔ معلوم ہوا کہ حضرت آصف بن برخیا نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے وہ تخت اپنی قدرت سے پلک جھپکنے میں

حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے پاس نکال دیا۔ ہمارے کچھ نادان دوست اس واقعہ سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ آصف بن برخیا میں اتنی طاقت تھی کہ تخت پلک جھپکنے میں حاضر کردیا تو اس وقت کے اولیاء میں طاقت کیوں نہیں؟ تو پتا چلا کہ یہ لوگ شیخ عبدالقادر کے مخالف ہیں۔

۶۔ ان تمام (روافض) کا یہ عقیدہ ہے کہ امام کو ایسا علم ہوتا ہے کہ جو چیز پچھلے زمانہ میں ہو چکی ہے اور آئندہ ہونے والی ہوتی ہے چاہے دنیا کے متعلق ہو اور چاہے دین کے متعلق ہر ایک کو جانتا ہے (ایضاً ص ۱۶۸)

حضرت شیخ نے روافض کے عقائد میں یہ بات لکھی ہے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ مخلوق کے لیے علم غیب ثابت کرنا درست نہیں سمجھتے۔

۷۔ حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس صورت میں جبرائیل علیہ السلام تشریف لاتے رہے میں ان کو پہچانتا رہا ہوں مگر اس دفعہ اس صورت میں میں انکو یکایک نہیں پہچان سکا۔ (ایضاً ص ۱۲۸)

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے لیے عقیدہ علم غیب حضرت شیخ کے ہاں بھی درست نہیں اس لیے کہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوتی ہے۔

۸۔ حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ قبر کے اوپر ہاتھ نہ رکھے اور نہ ہی قبر کو بوسہ دے کیونکہ ہاتھ رکھنا اور بوسہ دینا یہودیوں کی عادت ہے (ایضاً ص ۸۵) لیکن آج کل درباروں اور مزاروں پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

۹۔ حضرت شیخ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے سانپ بن جانے کے متعلق لکھتے ہیں اس فقال ہذا من فعل اللہ عزوجل لا من فعلہ۔ ترجمہ: یہ (معجزہ) اللہ کا فعل ہے نہ کہ موسیٰ علیہ السلام کا۔ (الفتح الربانی مجلس نمبر ۱۰)

لیکن تمام بریلوی اس کے منکر ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ معجزہ نبی کے اختیار سے وجود میں آتا ہے اللہ نے نبی کو طاقت بخش دی ہوتی ہے جس سے وہ معجزات کو ظاہر کرتا ہے لیکن حضرت شیخ کی بات سے انکا صراحتہ رد ہو رہا ہے۔

۱۰۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں اے قوم تم شریعت کے متبع ہو اور بدعتی نہ بنو۔ (ایضا مجلس نمبر ۴) نبی پاک علیہ السلام کے دو قسم کے اعمال ہیں ایک وہ جو آپ علیہ السلام نے کیے یا آپ علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیے انکو کرنا۔ دوسرے وہ اعمال جو آپ علیہ السلام کر سکتے تھے مگر نہیں کیے یا صحابہ کرامؓ بھی کر سکتے تھے مگر نہیں کیے۔ انکو نہ کرنا۔ یہ اتباع شریعت ہے مثلاً اذان کے ساتھ صلوۃ وسلام آپ علیہ السلام یا صحابہ کرامؓ کہلوا سکتے تھے لیکن نہیں کہلوایا ہم بھی نہ کہیں۔ تیجا، ساتواں، چالیسواں برسی وغیرہ بھی کرا سکتے تھے لیکن نہیں کرایا تو ہم بھی نہ کریں۔ عید میلاد النبی علیہ السلام کا جشن بھی منا سکتے تھے لیکن نہیں منایا تو ہم بھی نہ منائیں۔ اور آگے شیخ فرماتے ہیں بدعت سے بچو آج کل کے بریلوی خود ساختہ بدعات کو شریعت کا نام دے چکے ہیں۔ شیخ انشاء اللہ قیامت کے دن ان سے بری ہوں گے۔

۱۱۔ حضرت شیخ لکھتے ہیں اگر وہ چاہے ہم میں سے کسی کو بغیر عمل کے ثواب عطا فرمائے یا وہ ہم میں سے کسی کو جسے چاہے بغیر عمل کے عذاب دے دے پس اس کا اختیار اسی کو ہے جو چاہے وہ کرے اس سے باز پرس نہیں اور مخلوق سے باز پرس کی جائیگی اگر وہ انبیاء کرام وصالحین میں سے کسی کو دوزخ میں داخل کردے تب بھی وہ عادل ہے ہم پر تو یہی واجب ہے کہ ہم کہیں معاملہ وحکم سچا ہے اور ہم چوں چرانہ کریں ایسا ہو سکتا ہے اور ممکن ہے اور اگر ہوگا حق بجانب ہوگا اور سراپا انصاف ہوگا۔

یہ ایسی بات ہے جو ہوگی نہیں اور نہ وہ اس میں سے کوئی بات کرے گا (مجلس نمبر ۶۱)۔

محترم قارئین اس مسئلہ کا نام امکانِ کذب (عموم قدرت) ہے۔ امکانِ کذب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس بات کی خبر دی ہے اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ امکانِ کذب کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قدرت رکھتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کو بخشنے کا وعدہ کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کرنے پر بھی قادر ہے لیکن کرے گا نہیں اور یہی بات حضرت پیران پیر لکھ رہے ہیں لیکن بریلوی اس کو کفر کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ممکن مان لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممکن ہو جائے گا لیکن یہ انکا نظریہ درست نہیں ہے بلکہ حضرت شیخ نے بریلوی حضرات کے اس نظریہ پر بڑی ضرب کاری لگائی ہے اعلیٰ حضرت نے اس ممکن والے مفروضے پر اتنی گندی عبارت بنائی ہے جس کو نقل کرنے کو دل نہیں کرتا لیکن حضرت شیخؒ تو اس کے

برعکس ممکن مان رہے ہیں۔

۱۲۔ حضرت شیخ لکھتے ہیں "قضاء الٰہی کو کوئی رد کرنے والا رد نہیں کر سکتا اور نہ کوئی روکنے والا روک سکتا ہے" (الفتح الربانی ملفوظات شریف) لیکن ہمارے بریلوی دوست عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ تقدیر کے بدلنے پر قادر ہیں جبکہ وہ خود فرما رہے ہیں کہ کوئی بھی روک نہیں سکتا۔

۱۲۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں "**یا طالب الاشیاء من غیرہ ما انت عاقل**" اے غیر خدا سے اشیاء کو مانگنے والے تو بیوقوف ہے (مجلس نمبر۱) جبکہ **بریلوی حضرات کہتے ہیں غیر اللہ کا نفع و نقصان نہ دے سکنے والا نظریہ گمراہ کن ہے (العیاذ باللہ) اگر یہ گمراہی ہے تو تم جس ہدایت میں ہو حضرت شیخ کے نزدیک پرلے درجے کے بے وقوف ہو۔**

۱۳۔ بریلوی عام طور پر اولیاء سے استمداد کرتے ہیں اور اپنی حاجات میں اولیاء سے مدد مانگتے ہیں اور اس کو بڑا فخر سمجھتے ہیں۔ جبکہ حضرت شیخ لکھتے ہیں کل بھلائیاں اور عطائیں، دینا منع کرنا، امیر بنانا، فقیر کر دینا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ عزت و دولت بھی اس کے ہاتھ میں ہے اس کے ساتھ میں کسی غیر کے قبضہ میں کچھ نہیں پس عقلمند وہی ہے جو اس کے دروازے کو لازم پکڑے اور غیر کے دروازے سے منہ پھیر لے۔ (مجلس نمبر۳)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں ان کے ہاتھ میں نقصان و نفع عطا و منع کچھ بھی نہیں ہے۔ نفع و نقصان کے متعلق ان میں اور جمادات میں کوئی فرق نہیں (مجلس نمبر۱۳) ایک جگہ لکھتے ہیں جو شخص نقصان و نفع کو غیر اللہ کی طرف سے سمجھے وہ اللہ کا بندہ نہیں ہے وہ اسی غیر کا بندہ ہے جس کی طرف سے نفع و نقصان کو سمجھا (مجلس نمبر۲۳) ایک جگہ لکھتے ہیں جس نے مخلوق سے طلب گاری کی پس وہ اللہ کے دروازے سے اندھا ہو گیا (الفتح الربانی عربی اردو ص ۶۴۰)۔

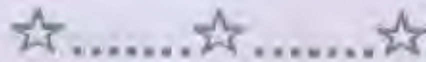
مزید لکھتے ہیں جو کچھ کہنا، سننا ہو اپنے رب سے کہے، سنے اور اپنی ہر ضرورت حق تعالیٰ سے طلب کرے (غنیۃ الطالبین حصہ دوم)۔

۱۴۔ حضرت شیخ لکھتے ہیں توحید کو لازم پکڑو توحید کو لازم پکڑو توحید کو لازم پکڑو تمام عبادتوں کا مجموعہ توحید ہے (الفتح الربانی عربی اردو ص ۸۷ ذکر وفات) جبکہ ہمارے بریلوی دوست توحید کو کبھی

وہابیت کی ایجاد کہتے ہیں کبھی کہتے ہیں شیطان بڑا موحد تھا۔ کبھی کہتے ہیں توحید تو شیطان کو بھی حاصل تھی کبھی کہتے ہیں کہ توحید پر نجات نہ ہوگی۔ جس طرح لفظ توحید کے دشمن ہیں اسی طرح حقیقت توحید کے بھی مخالف ہیں۔

قارئین کرام یہ سلسلہ بہت لمبا ہے اور ہر کئی دفتر تیار ہو سکتے ہیں لیکن ہم نے صرف نمونہ دکھانے کے لیے چند باتیں عرض کی ہیں اب ہم علی وجہ البصیرۃ کہتے ہیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فتوی کی زد میں تمام بریلوی آتے ہیں کیونکہ ان تمام مسئلوں میں بریلوی دوست حضرت شیخ کی زور شور سے مخالفت کرتے ہیں بلکہ بعض باتوں کو گمراہی بے دینی اور گمراہ کن نظریہ وغیرہ کہتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں یہ سارے حضرت شیخ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ اعلیٰ حضرت کے تمام فتوی کے مطابق ان تمام کی بشمول اعلیٰ حضرت دنیا و عقبیٰ خراب ہی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆.......☆.......☆



محمد یار گڑھی بریلوی نے آپ ﷺ کی مدح میں غلو کرتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے۔

بجاتے تھے جو اِنّی عبدہ کی بنسری ہر دم
خدا کے عرش پر اِنّی انا اللہ بن کر نکلیں گے

(دیوان محمدی ص ۱۴۹)

مطلب: کہ جو نبی ﷺ دنیا میں اپنے آپ کو خدا کا بندہ کہتے تھے خدا کے عرش پر وہ خود، خدا بن کر ظاہر ہوں گے (معاذ اللہ)؟

نوٹ: دیوان محمدی محدود تعداد میں دستیاب ہے۔

عجائبات کنزالایمان

پہلی قسط میں یہ بات کنزالایمان کے ترجمہ سے واضح کی گئی تھی کہ جناب احمد رضا خان صاحب کو اپنے عقیدہ میں تردد ہے یہی وجہ ہے کہ ایک لفظ کا مختلف جگہوں پر متضاد ترجمہ کیا ہے۔ اس دوسری قسط میں یہ بات واضح ہو جائے گی کہ احمد رضا خان صاحب کے ترجمہ کنزالایمان کے اندر اردو گرائمر کے اعتبار سے بھی بے شمار غلطیاں ہیں۔ اور اس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ جہاں ترجمہ ''دے کر بھیجا گیا'' ہونا چاہیے اور یہی ترجمہ دیگر مترجمین نے کیا ہے جبکہ احمد رضا خان صاحب اسکے برعکس ''لے کر آیا'' سے کرتے ہیں جو کہ نامناسب ہے

کنزالایمان کا ترجمہ ''لے کر بھیجا گیا'' اردو ملار موزی

(مناسب: لے کر آیا یا دے کر بھیجا گیا)۔

۱۔ پ ۸، الاعراف ۷۵: قالوا انا بما ارسل به مومنون.

(نوٹ: قوم صالح علیہ السلام کے ایمان دار) وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

۲۔ پ ۸، الاعراف ۸۷: وان طائفة منكم امنوا بالذى ارسلت به

(نوٹ حضرت شعیب علیہ السلام) اور اگر تم میں ایک گروہ اس پر ایمان لایا جو میں لیکر بھیجا گیا۔

۳۔ پ ۱۱، یونس ۷۵: ثم بعثنا من بعدهم موسىٰ وهارون الى فرعون وملائه باياتنا فاستكبروا وكانوا قوما مجرمين.

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیاں لیکر بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔

۴۔ پ ۱۲، ھود ۵۷: فان تولوا فقد ابلغتكم ما ارسلت به اليكم.

ترجمہ: پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تمہیں پہنچا چکا جو تمہاری طرف لیکر بھیجا گیا۔

۵۔ پ۱۳، ابراہیم ۵: ولقد ارسلنا موسی بایتنا ان اخرج قومک من الظلمات الی النور۔

ترجمہ: اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں لیکر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیریوں سے اجالے میں لا۔

۶۔ پ۲۲، السبا ۳۴: وما ارسلنا فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا وانا بما ارسلتم بہ کافرون۔

ترجمہ: اور ہم نے جب کبھی کسی شہر میں کوئی ڈرسنانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں نے یہی کہا کہ تم جولیکر بھیجے گئے ہم اس کے منکر ہیں۔

۷۔ پ۲۴، حم السجدہ ۱۴: قالوا لو شاء ربنا لانزل ملائکۃ فان بما ارسلتم بہ کافرون۔

ترجمہ: بولے ہمارا رب چاہتا تو فرشتے اتارتا تو جو کچھ تم لیکر بھیجے گئے ہم اسے نہیں مانتے۔

۸۔ پ۲۵، الزخرف ۲۴: قال اولوا جئتکم باھدیٰ مما وجدتم علیہ اباء کم قالوا انا بما ارسلتم بہ کافرون۔

ترجمہ: نبی نے فرمایا اور کیا جب بھی کہ میں تمہارے پاس وہ لاؤں جو سیدھی راہ ہو اس سے جس پر تمہارے باپ دادا تھے بولے جو کچھ تم لیکر بھیجے گئے ہم اسے نہیں مانتے۔

تبصرہ:

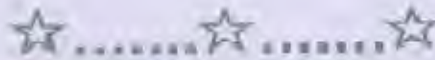
جناب قارئین کرام! آپ نے بغور ملاحظہ فرمایا کہ جناب احمد رضا خان نے دے کر بھیجے گئے کی جگہ لیکر بھیجا کا ترجمہ کیا ہے جو کہ اصول وضوابط کے بھی خلاف ہے اور اردو ادب سے بھی بہت دور ہے۔ اور قرآنی آیات مبارکہ کا مفہوم سمجھنے میں بھی دقت آمیز ہے۔

قارئین کرام جناب احمد رضا کے ترجمہ کی ایک اور جھلک ملاحظہ فرمائیں کہ لفظ "وکیل" کا ترجمہ "کروڑا" سے کرتے ہیں حالانکہ کسی لغت میں اور دوسرے تراجم میں لفظ "وکیل" کا معنی "کروڑا" نہیں ملتا جبکہ اہل السنّت والجماعت کے امام حضرت شیخ الہندؒ نے لفظ "وکیل" کا ترجمہ

''داروغہ'' سے کیا ہے جو کہ لغت اور دیگر تراجم کے عین مطابق ہے۔

۸۔ پ ۷، سورۃ الانعام آیت ۶۶: وکذب بہ قومک وھو الحق قل لست علیکم بوکیل.

ترجمہ (اعلیٰ حضرت): اور اسے جھٹلایا تمہاری قوم نے اور یہی حق ہے تم فرماؤ میں تم پر کچھ کڑوڑا نہیں۔
ترجمہ (حضرت شیخ الہندؒ) اور اس کو جھوٹ بتلایا تیری قوم نے حالانکہ وہ حق ہے تو کہہ دے کہ میں نہیں تم پر داروغہ۔



احمد رضا خان صاحب کا جھوٹ اور اس کی حقیقت

احمد رضا خان نے لکھا کہ شاہ اسماعیلؒ گستاخ رسول ﷺ تھا۔ اس نے لکھا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ چوڑے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

(کوکبۃ الشہابیہ ص ۲۹)

شاہ اسماعیل شہیدؒ نے فرمایا

سب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کے سردار پیغمبر خدا ﷺ تھے۔ لوگوں نے ان کے بڑے بڑے معجزے دیکھے، انہی سے سب نے اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہی کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۸)۔

انبیاءؑ اور اولیاءؒ کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے۔ (ص ۵۸)

تمہیں کس نام سے پکاریں۔۔۔۔۔؟؟؟

نجیب اللہ عمر کراچی

جو سب چھپاتے ہیں وہ ہم بتاتے ہیں انکشاف بھی حقائق بھی سچائی بھی

بریلی کی وجہ تسمیہ: ہندو دور میں باس دیو اور برل دیو دو بھائیوں نے اس شہر کی بنیاد رکھی تھی ان دونوں کو ملا کر اسے باس برلی کہا جانے لگا جو بعد میں باس بریلی میں تبدیل ہو گیا انگریزی دور میں اسے صرف بریلی کر دیا گیا۔ (ماہنامہ کنز الایمان صفحہ نمبر ۵ جولائی ۱۹۹۶ء) اس دیوتاؤں کے شہر میں جن لوگوں نے جنم لیا وہ کسی صاحب نظر سے قطعاً پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور کس پھرتی سے انگریز کی حمایت کر کے امت مسلمہ کے اکابرین پر کفر کے فتوے لگائے؟ اسلام اور اہلسنت کا نام استعمال کر کے کس دیدہ دلیری سے مسلمانوں کے حقیقی تشخص کو بگاڑنے کی ناکام سعی کی گئی؟ عشق رسالت ﷺ کے دعوے کو آڑ بنا کر کس چالاکی سے اصلی عشاق پر گستاخی کے گولے برسائے گئے؟ یہ سب پر عیاں ہے مگر عجب معمہ ہے کہ بریلوی مسلک کے علماء، پروفیسر اور مشائخ بریلوی مسلک سے تعلق رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو بریلوی ظاہر نہ کرنے میں ہی عافیت کیوں سمجھتے ہیں؟ اسکا جواب ایک بریلوی رسالے کی زبانی سنئے۔

"اس امر کی حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد علماء و مشائخ (جنہوں نے مدح اہل دول (دولت مندوں کی تعریف) کو اپنا وطیرہ (عادت) بنا لیا ہے) نے علم و تحقیق سے دوری اور نامعقولیت کے باعث ایسی فضا پیدا کر دی ہے کہ اکثر اہل علم بریلوی نہ کہلانا ہی مناسب سمجھتے ہیں۔

غور فرمایئے کس قدر ظلم کی بات ہے کہ حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ کی مسجد کے خطیب اپنے مقام و منصب کا خیال کیے بغیر جام صادق ایسے بدنام زمانہ ظالم و منافق کیلئے دعائیں کروائیں متعدد مساجد میں قرآن خوانی کے اہتمام ہوں اور بڑے بڑے قائدین اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف بدعقیدہ لوگوں سے اتحاد کرتے پھریں۔

بے وجہ تو نہیں ہیں گلشن کی تباہیاں   کچھ باغباں بھی ہیں برق و شرر سے ملے ہوئے

(ماہنامہ کنزالایمان لاہور صفحہ نمبر ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۶ء)۔

محترم قارئین۔۔۔! بریلوی بھائی اگر خود کو بریلوی کہلانا پسند نہ کریں تو اس فرقے کو کونسے نام سے منسوب کرنا چاہیے۔؟؟؟

تو لیجئے! بریلوی حضرات کے امام احمد رضا خان کی وصیت کو ذکر کر کے ہم اس کا فیصلہ بھی بریلوی کتب سے کر دیتے ہیں۔ احمد رضا اپنی وصایا میں یوں وصیت کرتے ہیں" میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصایا شریف صفحہ نمبر ۲۰) مولوی ابراہیم چشتی بعض بریلویوں سے شکوہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حق یہ تھا کہ یہ لوگ اتباع اعلیٰ حضرت کا فریضہ ادا کرنے میں ہماری معاونت کرتے۔ (عیون المطالب فی اثبات ایمان ابی طالب صفحہ نمبر ۱۰۷) سنیے: جناب احمد رضا خان صاحب نے اپنی اتباع کو ہر فرض سے اہم فرض کا جو مقام دیا تھا بریلویوں نے اسی مرتبہ کے لحاظ سے اسے فریضے کا درجہ بدستور دے رکھا ہے اب سوال یہ ہے کہ احمد رضا کی اتباع کا فریضہ بریلویوں پر صرف فروعی مسائل میں تھا یا ایسے عقائد میں بھی تھا کہ اگر ان سے صرف نظر کر جائے تو ایمان و اسلام کی سلامتی کا راستہ ہی نہیں ملتا؟

بریلوی مولوی مرغوب حسن بنارسی لکھتے ہیں: آپ کے مسلک سے تھوڑی دیر کے لیے صرف نظر کر لیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اپنے ایمان و اسلام کی سلامتی کا راستہ ہی نہیں ملتا۔ (المیزان احمد رضا خان صفحہ نمبر ۴۳۹)۔ دوسری طرف دیکھئے کہ

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مفتی صاحبزادہ اقتدار احمد گجراتی لکھتے ہیں: نبی پر ایمان فرض ہے اطاعت فرض نہیں (تفسیر نعیمی صفحہ ۲۰۲ ج ۱۶)۔ عشق رسالت ﷺ کا یہ غلط مفہوم اعلیٰ حضرت کی اطاعت فرض، اور نبی ﷺ کی اتباع کو فرض نہ ماننا یہ کہاں کا عشق ہے اور کہاں کا دین؟ محترم قارئین: کیا سمجھے؟ کیا ان تحریروں سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ احمد رضا کی اتباع ہر فرض سے اہم فرض اور نبی ﷺ کی اطاعت فرض نہیں۔ اور صرف فروعی مسائل میں ہی نہیں بلکہ عقائد جیسے مسائل میں بھی حضرت کا دامن تھامے بغیر ایمان و اسلام کی سلامتی کا راستہ ہی نہیں ملتا ہے۔

بریلوی مولوی عبدالمصطفیٰ ازہری لکھتے ہیں ۔ ہمارا مسلک اعلیٰ حضرت کی اتباع ہے۔
(رسائل رضویہ صفحہ نمبر ۴۸۴ ج ۲) اس جگہ جناب احمد رضا خان نے اپنے منصب سے جو تجاوز کیا اس
پر ایک بریلوی مولوی کا تبصرہ ملاحظہ کرتے جائیں۔ نائب رسول ﷺ ہونے کی حیثیت سے علماء کرام
کا منصب صرف یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اتباع رسول ﷺ کی دعوت دیں۔ اپنے اتباع کی دعوت دینا
قطعاً ان کا منصب نہیں ہے (زلزلہ صفحہ نمبر ۶۰)

اپنا چہرہ اگر تم کبھی دیکھتے   پھر کسی میں نہ کوئی کمی دیکھتے

واضح رہے کہ یہ اپنے ہی قلم سے بریلویوں کا برملا اعتراف ہے کہ ان (احمد رضا خان) کا
اپنا ایک خاص مسلک اور انداز تھا۔ (ماہنامہ کنز الایمان صفحہ نمبر ۴ انومبر ۱۹۹۳ء)۔ اسلیے احمد رضا کے
خاص مسلک کو (اہلسنت) یا (سنی مسلک) کہنا حقیقت کا خون اور شجر انصاف پر تیشہ زنی ہے۔ پھر
اس مسئلے کا حل بھی ملاحظہ فرما کر اپنے دل میں پیدا ہونے والے اعتراض کا جواب دیکھ لیں۔ محترم
قارئین۔۔۔ اجب یہ لوگ خود کو بریلوی کہلانا پسند نہیں کرتے اور بدعتوں کے موجدین اور نبی کی
اطاعت کو فرض نہ کہنے والوں کو سنی کہنا انصاف نہیں' تو احمد رضا خان کے خاص مسلک کی اتباع کرنے
والوں کو کس نام سے یاد کیا جائے؟ تو اس نام کا تعین خود بریلوی کتب میں موجود ہے۔ بریلوی مولوی
ابراہیم صائم چشتی نے اپنے فرقے کو عیون المطالب میں سات بار، مسلک رضا، دو دفعہ رضوی مسلک، دو
مرتبہ مسلک رضویت کے خطاب سے یاد کیا ہے۔ بریلوی قوم کے نباض ابوداؤد محمد صادق نے بھی کئی بار
مسلک اعلیٰ حضرت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (خطرے کی دوسری جھنڈی صفحہ نمبر ۳) یہ بات خود بریلویوں
کے ہاں بھی مسلم ہو چکی ہے کہ انکا مسلک اہلسنت نہیں بلکہ مسلک رضوی ہے۔ اور چونکہ انکے قائد کا نام
صرف رضا نہیں تھا بلکہ رضا خان تھا۔ لہذا اس فرقے کو رضا خانی کہنا زیادہ موزوں اور عین انصاف ہے۔
(اس لیے آئندہ اس فرقے کو اسی نام سے پکارا جائے)۔

نوٹ: قارئین کرام! یہ تحریر اگرچہ مجلّہ راہ سنت ،کی شرائط اور اصول وضوابط سے ہٹ کر ضرور ہے
لیکن ایک حقیقت ہے جس سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔

☆.......☆.......☆

گھر کی گواہی

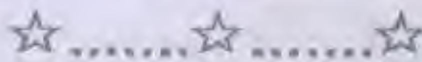
محترم قارئین کرام:

اس عنوان کے تحت ہم ان شخصیات کے تاثرات علمائے اہل السنّت (دیوبند) کے بارے میں لکھیں گے جو بریلوی بھائیوں کے نزدیک مسلمہ ہیں۔ ذیل میں بریلوی حضرات کی مسلمہ شخصیت مولانا پیر جماعت علی شاہ صاحب (علی پور سیداں والے) کے صاحبزادے سراج الملت مولانا سید محمد حسین شاہ صاحبؒ سجادہ نشین اول کے حالات بچپن پیش خدمت ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ علمائے اہل السنّت (دیوبند) کو پکا مومن اور عاشق رسول ﷺ سمجھتے تھے یہی وجہ ہے انہوں نے علمائے دیوبند سے پڑھا۔ اسی طرح خود پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ نے جن اساتذہ سے پڑھا ان میں سے ایک مولانا مظہر نانوتویؒ تھے جو مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے ماموں لگتے تھے اور خود حضرت سہارنپوریؒ اس مدرسے کے صدر مدرس رہے، جس سے پتا چلتا ہے کہ وہ بھی علمائے دیوبند کو پکا مومن اور عاشق رسول ﷺ سمجھتے تھے۔ (سیرۃ امیر ملت ص ۵۹، ص ۱۴۴)۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے فرزند کو علمائے دیوبند کے پاس ہی پڑھنے کے لیے بھیجا اور انہوں نے دورہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دیوبندی سے پڑھا۔ نیز دستار بندی کے وقت اہل السنّت والجماعت کے شیخ حضرت مولانا محمود حسنؒ دیوبندی کی طرف سے دی گئی ٹوپی اور دستار مرتے دم تک بطور تبرک سنبھال رکھی۔ جو کہ الزام تراش اور بہتان باز بدعتیوں کیلئے ماتم کدہ ہے۔

آیئے ذرا انکی سیرت میں لکھی جانے والی کتاب کی ایک جھلک دیکھیں۔

امرتسر میں تحصیل علم کر چکنے کے بعد آپ دہلی گئے اور وہاں مدرسہ امینیہ میں داخلہ لیا۔ درس نظامیہ کی تمام اعلیٰ کتابیں تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ وغیرہ کی تکمیل آپ نے یہیں کی تھیں۔ حضرت سراج الملت فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر حضرت مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب سے پڑھی ہے اور حدیث کی کتابیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب سے پڑھی ہیں۔ مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورہ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کے لیے حضرت مولانا مولوی محمود حسنؒ دیوبندی صاحب تشریف لائے تھے۔ آپ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سندیں عطا کیں۔ حضرت

صاحبزادہ صاحب فطری تواضع و انکسار کے مطابق سب سے پیچھے تھے۔ جب آپ کی باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی تھیں۔ مولانا محمود حسنؒ دیوبندی صاحب کو معلوم ہوا کہ اب کوئی دستار نہیں رہی تو انہوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اتار کر صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی کی اور آپ کی ذہانت و فطانت کی تحسین فرمائی۔ آپ کی سند پر اپنے دستخط ثبت کیے اور آپ کے لیے دعا کی (یہ دستار اور سند اب تک ہمارے پاس محفوظ ہے)۔ (سیرت امیر ملت ص ۶۷۳)



ھاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور

مولانا محمد فیاض طارق صاحب

زیرِ نظر مضمون دعوتِ اسلامی کے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیوں اور مدنی منوں کے نظریات واوکار اور تعارف پر مشتمل ہے۔ دعوتِ اسلامی کے احباب سے التماس ہے کہ بندہ کی تحریر کا ٹھنڈے دل سے بغور مطالعہ کیجئے شاید کہ میری بات آپ کے دل میں اتر جائے۔

اس سے پہلے کہ میں دعوتِ اسلامی کے متعلق کچھ حقائق ومعلومات زیرِ قلم لاؤں۔ قارئین کرام سے التماس کروں گا کہ وہ غیر جانبدار ہو کر میری تحریر کا مطالعہ فرمائیں۔ عین ممکن ہے کہ دعوت اسلامی کے متعلق جو رائے ذہن میں قائم کر لی گئی ہو میری تحریر اس سے ٹکرا جائے کیونکہ ایسے ہی کچھ بندہ کیساتھ بیت چکی ہے۔

اسلام پر مختلف ادوار میں مختلف باطل فرقے حملہ آور ہوئے اور اسلام کے صحیح حلیہ کو مسخ کرنے کی ناکام کوششیں کیں۔ کہیں سے جبریہ اثر انداز ہوئے اور کہیں سے قدریہ، معتزلی بھی حملہ آور ہوئے تو کہیں سے مرزائیت، شیعت اور غیر مقلدیت نے بھی سر اٹھایا، دوسری جانب بعض جہلاء نے بھی اشاعت بدعات کا ذمہ اٹھالیا۔ دعوتِ اسلامی بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جہاں سے بڑے بڑے اربابِ علم ودانش بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں پھر بھی میں عرض کرونگا یہی وہ منزل ہے جہاں سے انصاف کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور کسی بھی آدمی کو غیر واقعی حالات کی زد سے اپنے آپ کو بچا لینے کا موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام! بچپن سے ہی (الحمدللہ) اللہ رب العزت نے دین اسلام سے اُنس اور

رغبت عطا فرمائی ہے اور بچپن ہی سے میں کچھ لوگوں کو دیکھتا تھا جن کا رہن سہن، رنگ ڈھنگ اور طور طریقہ دوسرے معزز اور دیندار لوگوں سے الگ تھلگ، منفرد اور جداگانہ نظر آتا تھا۔ سر پہ سبز پگڑی اور گلے میں گیروے رنگ کی خوبصورت چادر، عین دل کے اوپر مسواک کے لیے الگ سے جیب (سبحان اللہ) بڑی خوشی ہوتی کہ یقیناً یہ لوگ بڑے متبع سنت ہوں گے، اور کبھی کبھار فرصت ملنے پر میٹھے میٹھے بھائیوں کے ساتھ ان کے بیانات میں چلا جاتا، بڑی میٹھی میٹھی دل ربا باتیں ہوتیں، جو کسی اور حلقے میں سننے اور دیکھنے کو نہ ملتی تھیں۔ بعض دفعہ میں نے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیوں سے انکی جماعت کے مقاصد پر بات بھی کی تو وہ بتلاتے کہ ہماری جماعت سیاسی اور اختلافی تحریکوں سے بالکل پاک ہے۔ ہمارا مقصد صرف اور صرف اشاعتِ دین اور اعلاءِ کلمہ حق ہے اور خود عمل کرتے ہوئے دوسرے لوگوں کو اتباع سنت کی دعوت اور ترغیب دینا ہے تو یہ بات سن کر بڑی خوشی ہوئی دلی حسرتیں پوری ہوتی نظر آنے لگیں کہ شاید یہ منفرد جماعت ہوگی کہ جس کا ہر ہر فرد متبع سنت ہوگا، ہر طرف سنت کی بہاریں ہونگی۔ اور یہ جماعت اتباع سنت کا پرچم بلند کرتی ہوئی نظر آئے گی اور شرکاء کے لیے باعثِ فخر جماعت ہوگی یہ سوچ کر کہ بالکل غیر سیاسی جماعت ہے اختلافات سے اور اختلافی پیچیدگیوں سے پاک ہے تو اس جماعت سے بڑی امیدیں وابستہ کردیں۔ لیکن ابھی تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا، ابھی تو دلی مسرتیں لہلہا ہی رہی تھیں کہ امنگیں ٹوٹنا شروع ہوگئیں۔ صاحب علم حضرات جنہوں نے اس جماعت کی طرف قدم بڑھایا تھا۔ دبے پاؤں واپس لوٹتے نظر آنے لگے، باوقار اور علوم سے آراستہ شخصیات ایک بار قریب ہو کر انتہائی دور ہونے لگیں۔ یہ منظر دیکھ کر خوشیاں غموں میں بدلنے لگیں۔ دلی حسرتیں پاش پاش ہونے لگیں۔ امیدوں کی کرنیں تاریک دیکھائی دینے لگیں۔ پختہ ارادے ٹوٹتے نظر آنے لگے، پریشانیوں کا سماں بندھنے لگا، بلند و بالا سوچیں، شکستہ خواب بن کر سامنے آنے لگیں۔ خواہشوں پر پانی پھرتا نظر آنے لگا۔ امنگوں کے محلات ریزہ ریزہ ہوتے دیکھائی دینے لگے۔

نامعلوم۔۔۔۔۔۔۔خدایا کیا ماجرا ہو گیا۔۔۔؟

کہ ایک ہی جماعت جس سے اتنی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔ کیوں امیدیں کچلی جانے

گئیں؟ پریشانی کے عالم میں فکر مندی کیساتھ ہم پوچھتے پھرنے لگے ارے اسلامی بھائیو! کیا ہوگیا؟ ارے مدنی منے کیوں پیچھے ہٹتے ہو؟ تو جواب ملا: ہاتھی کے دانت دیکھانے کے اور کھانے کے اور

بڑوں کا یہ جملہ سنا تھا اب خود مشاہدہ کر کے آئے ہیں۔ یہ جواب سن کر پریشانی اور بڑھ گئی کہ دعوت اسلامی کیساتھ ہاتھی کے دانتوں کا کیا تعلق؟

اب ان ساتھیوں کے جماعت سے الگ ہونے کا احساس بانی ء جماعت جناب الیاس عطار صاحب کو بھی ہونے لگا۔ اس کا ثبوت رسائل دعوت اسلامی حصہ اول ص ۳۶۶ سے ملتا ہے۔

عطار صاحب اپنے کارکنوں سے فرماتے ہیں، ایسوں کو ڈھونڈتے رہیں جو پہلے آتے تھے مگر اب نہیں آتے، ہفتہ میں کم از کم ایک بچھڑے ہوئے اسلامی بھائی کو دوبارہ مدنی ماحول سے ضرور وابستہ کریں۔ (ایضا)

شاید ان حضرات کی طرف سے یہ جواب ملتا:

لا یلدغ المرء من جحر واحد مرتین ۔ کہ آدمی ایک سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

مزید تفصیل کچھ یوں بتلائی:

کہ سنتوں کے نام پر بدعتوں کی اشاعت ہے ایمان لیکر ان کے پاس جاتے ہیں، ایمان ختم کر کے واپس لوٹتے ہیں توحید لیکر جاتے ہیں شرک سے مزین ہوکر واپس لوٹتے ہیں محبت نبوی سے سرشار ہوکر جاتے ہیں محبت عطار کو لیکر آتے ہیں، تلاوت قرآن کے خوگر بن کر جاتے ہیں صرف فیضان سنت کے پڑھنے کی ترغیب لیکر لوٹتے ہیں۔

یہ پریشان کن صورتحال دیکھ کر، دل چاہا کہ ذرا تحقیق تو کریں کہ یہ جماعت کب وجود میں آئی؟ اور اس کی ابتدائی سرگرمیاں کیا ہیں تو جب تحقیق کی طرف قدم بڑھایا بڑے بڑے پول کھلتے نظر آنے لگے، بدعتیں بے حجاب دیکھائی دینے لگیں۔

آیئے!! اب ذرا مختصر تعارف آپ حضرات کو بھی کراتا چلوں۔

دعوت اسلامی کے بانی محمد الیاس عطار قادری صاحب جو کہ تقسیم ہند کے بعد ۱۹۵۰ء میں کراچی میں پیدا ہوئے ان کے والدین کتیانہ (جوناگڑھ) انڈیا کے رہائشی تھے، تقسیم ہند کے بعد ہجرت کر کے سندھ آگئے بعد ازاں کراچی مقیم ہوگئے ان کے والد محترم کا نام عبدالرحمٰن باوابادڑی والا تھا جو کہ ایک فرم میں ملازم تھے، ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۱ء کو شاہ احمد نورانی صاحب کے گھر کراچی میں اس جماعت کی بنیاد رکھی گئی جس کی قیادت محمد الیاس عطار صاحب کو سونپ دی گئی۔ پس پردہ یہ عزم پوشیدہ تھا کہ دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت کے مقابلہ میں ہماری بھی کوئی جماعت ہونی چاہیے (مطلب کہ دین ابتداء ہی مقصود نہ تھا بلکہ ضد مقصود تھی)۔

مزید تفصیل ایک اخباری حوالہ سے پیش خدمت ہے:

1982ء کے اوائل میں کراچی کے ایک تیس سالہ نوجوان محمد الیاس نے کھارادر اور کورنگی کے قریباً 20 افراد پر مشتمل ایک تنظیم تشکیل دی جسکو "دعوتِ اسلامی" کا نام دیا گیا بعض حلقوں کے مطابق یہ افراد تقریباً ایک ماہ تک نواحی علاقوں میں رہائش پذیر بریلوی و حنفی مسالک سے تعلق رکھنے والے افراد سے چندہ اکٹھا کرتے رہے۔ معقول رقم اکٹھی ہو جانے کے بعد انہوں نے ہر قمری مہینے کی گیارہویں رات کو عبدالقادر جیلانیؒ کے نام پر گیارہویں شریف کا ختم دلوانا شروع کیا۔ اس موقع پر دعوتِ اسلامی کے نوجوان نعت خوانی کرتے جبکہ محمد الیاس حاضرین سے خطاب کے دوران عبدالقادر جیلانیؒ کی کرامات کا تذکرہ کرتے رہے، دعوت اسلامی کی طرف سے کراچی میں یہ سلسلہ ارکان میں اضافہ کے ساتھ جاری رہا۔ اسی اثناء میں دعوت اسلامی کے قائد محمد الیاس نے اعلان کیا کہ وہ امیر اہلسنت ہیں اور انہیں بشارت ہوئی ہے کہ دعوت اسلامی کا پیغام ساری دنیا میں پھیلایا جائے، آج سے دعوت اسلامی میں شامل ہر نوجوان سر پر سبز عمامہ باندھے، سفید رنگ کا ڈھیلا ڈھالا لباس پہنے، قمیض کے سامنے والی جیب کے ساتھ عین دل کے اوپر مسواک کے لیے ایک چھوٹی جیب بنوائے، الخ (روزنامہ جنگ لاہور، ۳ نومبر ۱۹۷۷ء) (ملخص، ایضاً ص ۴۷، ۴۸)۔

قارئین کرام! جب تحقیق کے اس موڑ سے میرا گزر ہوا تو ایک عجیب کشمکش کی حالت میں تھا کہ سنتوں کے نام کا عبادہ اوڑھنے والے یہ لوگ کھوکھلے نظر آرہے ہیں ظاہر اور باطن میں تضاد

دکھائی دینے لگا کہ ان کی تو ابتداء ہی حلوؤں، کھیروں اور گیارھوین کے جلوؤں پر ہے یوں محسوس ہونے لگا کہ یہ حضرات لوگوں کو میٹھی میٹھی گفتگو سے قریب لاکر کھانے پینے کے جال میں پھانسنے لگے ہیں اور پھر کھانے پینے کو ختم اور گیارھویں کا مسلکی رنگ چڑھا کر لوگوں کو بلاتے ہیں، پھر جو ان کے پاس گیا دولت ایمانی لٹا کر لٹ گیا اور ختموں پر ایمان کی دولت ختم کر بیٹھا۔

یہ دگرگوں حالات دیکھ کر اس بات سے ذرا دل کو دھچکا تو ضرور لگا لیکن احساس بھی ہوا کہ یہ بات تو پہلے ہی عیاں تھی کہ محمد الیاس عطار صاحب (بانی دعوت اسلامی) باقاعدہ کسی دینی ادارہ سے پڑھے نہیں ہیں ان کے استاذ و پیر و مرشد مفتی وقار الدین صاحب بریلوی (وقار الفتاوی) میں تحریر فرماتے ہیں کہ محمد الیاس عطار مسئلے پوچھ پوچھ کر مولوی بنا ہے تو اب ایک چوٹ سی لگی کہ ہم نے امیدیں ہی غلط نشاں سے وابستہ کی تھیں۔ اب اگر ٹوٹی ہیں تو ارماں کیوں؟

جو شخص صاحب علم نہیں وہ بدعتوں کی اشاعت نہیں کرے گا تو اور کیا کرے گا۔۔۔۔ (لمحہ فکریہ)؟

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے اندر ارشاد فرماتے ہیں

"لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" (بے شک ہم نے انسان کو اچھی شکل وصورت میں بنایا)۔

اور انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے جبکہ محمد الیاس عطار صاحب فرماتے ہیں:

حضرت حمزہؓ کو شیر کہے جانے پر استدلال کرتے ہوئے کہ وہ خدا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے شیر ہیں اور اپنے بارے اور اپنی جماعت کے بارے لکھتے ہیں کہ ہم غوث پاک، احمد رضا اور اجمیر کے کتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

؎ خدا کے شیر ہیں مصطفیٰ کے شیر ہیں ہم سگ (کتے) غوث رضا ہیں ہم سگ اجمیر ہیں

(حوالہ رسالہ نمبر 72، سگ مدینہ کہنا کیسا)۔

لگتا ہے کہ گاؤں کے نام کا کچھ اثر ہے کیونکہ عطار صاحب کے گاؤں کا نام بھی کتیانہ ہے اسی لیے الفت کلب رضا کا ذکر فرمار ہے ہیں اگر چہ سگ مدینہ کہنے میں ہمارا اختلاف نہیں۔

قارئین کرام! مجھ سے بالاتر کہ اپنے آپ کو احمد رضا کا کتا کہنا ہی کیوں پسند؟ کیا احمد رضا کا کتا بننے میں ہی عاجزی۔۔۔؟

سمجھ نہیں آرہا، احمد رضا سے اتنی عقیدت، یا پھر احمد رضا کے کتے سے، یا پھر خدا کی پھٹکار۔۔۔؟

تفصیل آپکو بتائیں گے مدنی منے۔۔۔۔

پھر محمد الیاس عطار صاحب نے اپنے اور اپنی جماعت کے لیے سبز پگڑی کا انتخاب کیا گویا کہ سبز پگڑی کو اپنی جماعت کی پہچان و علامت اور شرط رکنیت قرار دے دیا اور یہ جماعت سبز پگڑی کی علامت سے پہچانی جا رہی ہے اور ان سبز پگڑی والوں کے متعلق روزنامہ پاکستان لاہور ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ دعوت اسلامی سے وابستہ رہنے والے لوگ مثل فرشتہ سمجھے جاتے ہیں۔ مزید آگے لکھتے ہیں مگر یاد رکھو کہ خطاء ممکن ہے۔

بس کیا خوب جواب دے گئے شاعر مشرق:

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا مگر اس میں لگتی ہے کچھ محنت زیادہ

قارئین کرام!! اگرچہ سفید اور کالی پگڑی پہننا افضل ہے مگر کسی بھی رنگ کی پگڑی پہننا جائز ہے لیکن کسی رنگ کو اپنی پہچان اور شعار بنا لینا بدعت ہے۔ سفید اور کالے عمامہ کی ترغیب دی جا سکتی ہے۔

آیئے ذرا محدثین کرام کا نقطہ نظر بھی دیکھیں کہ سبز عمامہ کے بارے (جو کہ دعوت اسلامی کی پہچان ہے) کیا فرماتے ہیں۔

☆ حضرت ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں "واما العمامة الخضراء فلا اصل لها وانما حدثت سنة ثلاث وسبعين وبدعت بامر الملك شعبان بن حسن". (الفتاوی الحدیثیه)

کہ سبز عمامہ کی کوئی اصل نہیں ہے یہ بدعت ۷۷۳ھ میں شعبان بن حسن کے حکم سے نکالی گئی ہے۔

☆ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف منسوب کتاب سفینۂ قادریہ کی شرح ص ۳۹ میں بھی یہی ابن حجر والا جملہ لکھا ہے۔

☆ امام جلال الدین سیوطیؒ سے سبز عمامہ کے متعلق پوچھا گیا:

هل يلبس العمامة الخضراء (کیا سبز پگڑی پہنی جائے) تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

ليس لها اصل فى الشرع ولا فى السنة ولا كانت فى الزمن القديم وانما حدثت (الحاوی للفتاوی ص ۳۴)۔

(سبز پگڑی کی شریعت اور سنت میں کوئی اصل نہیں ہے اور نہ ہی یہ قدیم میں تھی بلکہ بعد میں گھڑی گئی ہے)۔

☆ حضرت امام جعفرؒ تحریر فرماتے ہیں:

ان هذه العمامة الخضراء ليس لها اصل فى الشرع ولا فى السنة ولا كانت فى الزمن القديم وانما حدثت سنة ثلاث وسبعين و سبعمائة بامر الاشراف شعبان بن حسن (الدعامۃ ص ۹۵)۔

☆ ملا علی قاری مکیؒ کا فیصلہ:

اى ثوب تكبر وتفاخر وتجبر او ما يتخذه المتزهد ليشهر نفسه بالزهد او ما يشعر به المتسيد من علامة السيادة كالثوب الاخضر او ما يلبسه المتفقهة ما ليس الفقهاء او الحال انه من جملة السفهاء (مرقاۃ ج ۴ ص ۳۲۰)۔

(جس نے تکبر وفخر اور جابرانہ لباس پہنایا اپنے آپ کو زہد وتقویٰ سے مشہور کرتے کے لیے کوئی مخصوص لباس پہنا یا پانے آپ کو سید مشہور کرنے کے لیے سیدوں والی کوئی علامت اختیار کی جیسے سبز پگڑی وغیرہ، یا اپنے آپ کو فقیہ مشہور کرنے کے لیے کوئی مخصوص لباس پہنا مخصوص علماء والی وضع قطع اختیار کی تو ایسے لوگ محض جاہل ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو ذلت کا لباس پہنائے گا)۔

چیلنج ہے دعوتِ اسلامی کے تمام چھوٹے بڑے میٹھے بھائیوں کو کہ سبز عمامہ کی سنت کا ثبوت کسی ضعیف حدیث سے بھی دیکھا دیں ہم سرِ تسلیم خم کر لیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ محمد الیاس عطار کے استاد و پیر و مرشد مفتی وقار الدین صاحب نے سبز پگڑی کو یوں شعار بنالینے کے بدعت ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور مفتی غلام سرور بریلوی خلیفہ مجاز مفتی ضیاء الدین مدنی بریلوی صاحب نے بھی سبز پگڑی کے ناجائز و بدعت ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ (یہ فتویٰ دستیاب ہے)۔

باقی رہا سوال کہ دعوت اسلامی والوں نے تو سبز پگڑی پندرھویں صدی میں پہنی ہے جبکہ محدثین سینکڑوں سال پہلے رد کر چکے ہیں تو کیا پہلے بھی کسی نے سبز پگڑی پہنی اور اس کو اپنا شعار بنایا تو اس سوال کا جواب کہ سبز پگڑی کی ابتداء کب سے اور کیسے ہوئی اور کیوں ہوئی یہ سب کچھ اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ آپ کو ملے گا، لیکن اگلے شمارے میں۔

بندہ کیلئے بندہ کے والدین اور اساتذہ کرام کے لیے صحت و عافیت کے ساتھ درازعمری اور خاتمہ بالایمان کی دعا فرمایئے گا۔ بالخصوص جبل استقامت، شیخ الحدیث استاذ المکرم، استاذ العلماء حضرت مولانا حفیظ اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ جو اس ڈھلتی عمر کے اندر بھی مسلک کے کام کی کڑھن دل میں لئے پل پل ہماری رہنمائی فرما رہے ہیں۔ جزاھم اللہ خیرا فاحسن الجزاء۔ انہی الفاظ کے ساتھ بندہ کو اجازت دیجئے گا، خوش رہیے گا، اپنا خیال رکھیے گا اور آئندہ شمارہ کے انتظار میں رہیے گا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆.......☆.......☆

نوٹ: سبز پگڑی کے ناجائز اور بدعت ہونے کا فتویٰ بریلوی علماء کے قلم سے ------------- دستیاب ہے۔

تاریخ کو مسخ مت کیجئے

حضرت مولانا قاری عبدالرشید صاحب

جس شخص نے بھی گہری نظر سے بریلوی تحریک کا مطالعہ کیا ہے اس پر روز روشن کی طرح عیاں وظاہر ہو گیا کہ اس تحریک کو ملک وملت کی تخریب اور تفریق بین المسلمین کے لیے انگریزوں نے اٹھایا اور پروان چڑھایا تھا۔ یوں تو ہر باطل فرقہ اپنی تحریک کی نشر و اشاعت کے لیے دجل وفریب سے کام لیتا ہے لیکن بریلوی تحریک نے مکر وفریب اور کذب ودجل میں تمام آئمہ تلبیس وقائدین تضلیل کے کان کتر لیے ہیں۔ ان کے دجل ومکر کی داستان تو بہت طویل ہے جس کے بیان کے لیے دفاتر و اسفار چاہئیں۔ اس جگہ صرف ایک مسئلہ میں ان کے دجل وکذب کا ایک شمہ بطور نمونہ ہدیۂ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

مسلم لیگ کی مخالف سیاسی جماعتوں میں سے جس قدر مخالفت بریلویوں نے کی ہے تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس جماعت نے مصور پاکستان، شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم کو ملحد و زندیق بتایا۔ قائداعظم مسٹر محمد علی جناح کو دوزخیوں کا کتا قرار دیا اور کہا کہ ان کی تعریف کرنے والے کا نکاح ٹوٹ گیا۔ مسلم لیگ کی شرکت کو حرام ہی نہیں بلکہ کفر قرار دیا اور اعلان کیا کہ مسلم لیگ کا ممبر بننے والا مرتد ہے اور اس کا بائیکاٹ کرنا فرض۔ مسلم لیگ کو کافروں، مرتدوں اور منافقوں کی جماعت قرار دیا وغیرہ وغیرہ جن کے حوالے اصل عبارات کے ساتھ اس رسالہ میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

لیکن یہ نیرنگئ زمانہ ملاحظہ ہو کہ آج یہی جماعت لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر تمام تاریخی حقائق کے برعکس کس دیدہ دلیری، بے باکی اور بے حیائی سے تاریخ کو مسخ کر رہی ہے اور مسلم لیگ کو بریلویوں کی جماعت قرار دے کر پاکستان بنانے کی ٹھیکیدار بن رہی ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مسلم لیگ کے خلاف بریلوی جماعت کے سینکڑوں فتوے اور رسائل لکھے جن کو پاکستان بن جانے کے بعد حتی المقدور تلف وضائع کر دیا گیا ہے۔ چند کتب جو ان کے قائدین وعمائدین علماء نے تحریر فرمائی تھیں کوشش کر کے ان کو فراہم کیا گیا اور انہی کتابوں سے عنوانات قائم کر کے انتہائی اختصار کے ساتھ آپ کی ضیافتِ طبع کے لیے کچھ حوالہ جات بطور نمونہ نقل کیے جا رہے ہیں چونکہ ہمیں اختصار ملحوظ ہے اس لیے کوئی زیادہ طویل وعریض تبصرہ ہم اپنی جانب سے پیش نہیں کریں گے۔ تفصیلات کے لیے اصل کتب کی مراجعت فرمائیں۔

مصور پاکستان علامہ اقبال بریلویوں کی نظر میں

مولانا محمد طیب فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ فلسفی نیچریت ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی و اردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈا کیا ہے کہیں اللہ عزوجل پر اعتراضات کی بھرمار ہے کہیں علماء شریعت وائمہ طریقت پر حملوں کی بوچھاڑ ہے کہیں سیدنا جبریل امین وسیدنا موسیٰ کلیم اللہ وسیدنا عیسیٰ مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی تنقیصوں توہینوں کا انبار ہے۔ کہیں شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا والہ الصلوۃ والتحیۃ واحکام مذہبیہ وعقائد اسلامیہ پر تمسخر واستہزاء وانکار ہے کہیں اپنی زندیقیت و بے دینی کا فخر ومباہات کے ساتھ کھلا ہوا اقرار ہے۔ (تجانب اہلسنت ص ۳۳۴)۔

۲۔ وہ خود (ڈاکٹر اقبالؒ) اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بکمال جرأت وجسارت گستاخیاں بے ادبیاں کرتے رہتے ہیں۔ (تجانب اہلسنت ص ۳۳۷)۔

۳۔ مصور پاکستان ڈاکٹر اقبالؒ رضا خانیوں کی نگاہ میں آفتاب پرست تھے چنانچہ فاضل مذکور ارشاد فرماتے ہیں:

ڈاکٹر اقبالؒ آفتاب کیلئے صفاتِ غذائی ثابت کر کے سورج کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔

ہے محفل وجود کا ساماں طراز تو یزدان ساکنانِ نشیب و فراز تو
ہر چیز کی حیات کا پروردگار تو زائدگانِ نور کا ہے تاجدار تو

ملاحظہ ہو ڈاکٹر صاحب نے ان شعروں میں آفتاب کو تمام جہان کی ہستی کا سامان کرنے والا اور پستی و بلندی کے سب رہنے والوں کا معبود اور ہر چیز کی زندگی کا پروردگار بتادیا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کسی اور شے کا نام آفتاب پرستی ہے؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (تجانب اہلسنت ص ۳۴۵)

۴۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم کے فلسفہ کی حقیقت بھی فاضل مذکور کی زبانی ملاحظہ ہو۔

''ڈاکٹر صاحب کے فلسفہ کی حقیقت صوفی و ملا پر پھبتیاں اڑانا، اللہ عزوجل کو کھری کھری بے نقط سنانا، حور، فردوس وقصور جنت کے معانی ضرور یہ دینیہ سے انکار کرے۔ یورپ کی لیڈیاں، یورپین طرز کی کوٹھیاں ان کی مراد بتانا، ابلیس کی عظمت کے گیت اور

گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ
آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد

کے ترانے گانا غرض کھل کر زندیق ہو جانا ہے۔ (تجانب اہلسنت ص ۳۴۴)

۵۔ اگر ان اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی اور اسلام گھڑ لیا ہے اور وہ اپنے اسی گھڑے ہوئے اسلام کی بناء پر مسلمان ہیں۔ (تجانب اہلسنت ص ۳۴۵)

۶۔ ڈاکٹر صاحب نے کمال صاف گوئی کے ساتھ اس امر کا بھی اظہار کر دیا ہے کہ ان کو یہ نیچریت و دہریت و زندیقیت یورپ کے فرنگیوں نے سکھائی۔ (تجانب اہلسنت ص ۳۴۶)

قائداعظم بریلویوں کی نظر میں

۱۔ مسٹر محمد علی جناح کو قائداعظم کہنا حرام، مخالف قرآن مجید وحدیث حمید ہے۔

چنانچہ اس سوال کے جواب میں کہ مسٹر محمد علی جناح کو قائداعظم کے لقب سے خطاب کرنا کیسا ہے، مولانا اولاد رسول صاحب قادری برکاتی تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ کسی بھی بد دین، بد مذہب کو قائداعظم وسیدنا وغیرہ وغیرہ القاب مدح وتعظیم سے خطاب کرنا شرعاً سخت شنیع وقبیح وقطیع اشد محظور وممنوع وحرام صریح مخالفِ قرآن مجید وحدیث حمید ہے (مسلم

لیگ کی زریں بخیہ دری ص ۳) ارشاد ہوتا ہے۔

''بدمذہب سارے جہان سے بدتر ہیں، جانوروں سے بدتر ہیں، بدمذہب جہنمیوں کے کتے ہیں، کیا کوئی سچا ایمان دار مسلمان کسی کتے اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا قائداعظم، سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔ (ایضاً ص ۴)

۲۔ قائداعظم بریلویوں کی نگاہ میں مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ مولانا محمد طیب فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور تحریر فرماتے ہیں: ''بحکم شریعت مسٹر جناح کے کافر مرتد ہونے کے لیے اس کا اثنا عشری رافضی ہونا ہی بس ہے''۔ (تجانب اہل السنۃ)

چند سطروں بعد ارشاد ہوتا ہے: ''اگر صرف انہی دو کفروں پر اکتفا کرتا تو قائداعظم کی خصوصیت ہی کیا رہتی لہذا وہ اپنی اسپیچوں، اپنے لیکچروں میں نئے نئے کفریات قطعیہ بکتا رہتا ہے'' (تجانب اہل السنۃ)۔ یہی فاضل حزب الاحناف ایک دوسری کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں: قرآن پاک کے ان کھلے ہوئے روشن ارشادات کو مسٹر جینا نے منہ بھر کر جھٹلا دیا اور اپنے اس کفر ملعون کا قرآن پاک پر افترا جڑ دیا (قہر القادر علی الکفار اللیاڈر ص ۱۱) پھر تقریباً ایک صفحہ بعد رقم طراز ہیں۔

''اس وقت مسٹر جینا کے کفر وارتداد کو واضح تر کرنے کے لیے ہم صرف دو ہی آیت کریمہ تلاوت کرتے ہیں'' (قہر القادر ص ۱۲)۔

نیز مسٹر محمد علی جناح کے ایک پیغام عید کا خلاصہ تحریر کرتے ہوئے فاضل مذکور یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں کہ:

''مسٹر جینا کے اس سارے پیغام (پیغام عید) کا خلاصہ بھی یہی ہوا کہ اسلام غلط و باطل ہے اور بے دینی ولا مذہبی صحیح و درست ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) (قہر القادر ص ۱۳)۔

۳۔ قائداعظم کی تعریف کرنے والوں کا نکاح ٹوٹ گیا۔ اسلام لا کر نکاح پھر پڑھوائیں۔ ورنہ پیدا ہونے والی تمام اولاد حرامی ہوگی۔ مولانا ابوالبرکات ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف کا فتویٰ:

فتویٰ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو:

''اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہو گیا۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے کلی مقاطعہ (بائیکاٹ) کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے (الجوابات السنیہ)۔

۴۔ جب مسلم لیگی حضرات کی جانب سے یہ کہا گیا کہ ہم حضرت قائداعظم کو صرف ایک عظیم سیاسی رہنما سمجھتے ہیں۔ دینی و مذہبی امور میں ہم ان کو قائد و رہبر نہیں قرار دیتے تو اس پر بریلویوں کے سرخیل شیر بیشہ سنت یوں گویا ہوئے کہ:

''اگر لیگی لیڈران سچے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دینا نہیں چاہتے تو وہ ظفر علی خاں، نواب اسماعیل خاں، سر سکندر حیات خاں، مسٹر فضل حق، مولوی عبدالحامد، مولوی قطب الدین، عبدالوالی صاحبان وغیرہم ذمہ دار لیگیوں سے ہمیں اس کی تحریر لے دیں کہ لیگی لیڈران، مسٹر جناح کو ایک کافر بیرسٹر سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے (احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ ص ۲۹)۔

۵۔ قائداعظم کو کافر نہ سمجھنے والے بھی کافر اور مرتد ہیں۔ بریلوی علماء کا فتویٰ:

مولانا محمد طیب فاضل حزب الاحناف اپنی ایک شاہکار کتاب تجانب اہل سنت ص ۱۲۲ پر ارشاد فرماتے ہیں:

''بحکم شریعت مسٹر جینا اپنے ان عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بناء پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے اور جو شخص اس کے ان کفروں پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اسے کافر نہ مانے یا اس کے مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد شر اللئام (تمام کمینوں میں زیادہ کمینہ) بے توبہ مرا تو مستحق لعنت عزیز علام۔

عام لیگی حضرات بریلویوں کی نظر میں

مولوی حشمت علی خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ جو لوگ ان مقاصد اساسیہ لیگیہ کی تفصیلات کو سمجھتے ہوئے ان کی تائید و پابندی کا حلفی اقرار لکھ کر ممبر بنیں گے وہ خود ہی بدمذہب و مرتد ہو جائیں گے۔ (الجوابات السنیہ ص ۱۱)

نیز یہی بزرگ ایک اور سوال کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں:

۲۔ دراصل ایسا سنی (جو مسلم لیگ میں شامل ہوگیا) سچا سنی ہی نہ رہا وہ خود بدمذہب (مرتد) ہوگیا کہ سنی کے معنی ہیں راہ سنت کا پیرو اور اس نے ایک گمراہ بدمذہب (قائد اعظم) کی ان گمراہیوں میں اس کی قیادت قبول کر کے گمراہی اختیار کی"۔ (ایضا)

مولانا ابوالبرکات ناظم انجمن حزب الاحناف اپنے فتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں:

۳۔ مسلم لیگ نے مسلمانوں کی جانی و مالی قربانیوں کا مقصد اشاعت کفر و تبلیغ شرک ٹھہرادیا۔ قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا: "وتعاونوا على البر والتقوىٰ ولا تعاونوا على الاثم والعدوان"۔

جب گناہ و ظلم پر باہم ایک دوسرے کو مدد دینا بحکم قرآن عظیم حرام و گناہ قرار دیا گیا اور ظلم بتایا گیا تو کفر و شرک کی حمایت کرنا کیونکر حرام اور کفر و شرک نہ ہوگا۔ (ایضا)

مولانا اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے آنے والوں کو یہ مژدہ سناتے ہیں کہ:

۴۔ وہ جنتی نہیں بلکہ دوزخ کے عذاب الیم کی طرف جائے گا۔ (مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری)

نوٹ: مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری اور قہر القادر، محدود تعداد میں دستیاب ہیں۔

☆........☆........☆

درخواست

اہل سنت سے گزارش ہے کہ اپنے علاقہ کے اہل بدعت کے اشکالات اور شکوک سے متعلق ہمیں ضرور آگاہ فرمائیں نیز ان حضرات سے بھی گزارش ہے جو اپنے آپ کو بریلوی کہلاتے ہیں کہ وہ بدعات و رسومات اور علمائے دیوبند کے متعلق اپنے ذہنوں میں پائے جانے والے خلجان کے بارے میں ہمیں لکھیں۔ ہم ان کے خلجان کے ازالہ کی کوشش کریں گے۔ وہ یقین فرمالیں کہ ان کی تحریر سنجیدہ ہوگی تو جواباً لکھی جانے والی تحریر بھی سنجیدہ ہی ہوگی۔ (ادارہ)

(موج میلہ)

ایم۔ ایف طارق صاحب

آئیں، جائیں، کھائیں، پئیں، موج منائیں، نام تیجہ، چالیسواں، گیارہویں، پندرھویں، قل خانی کا بتائیں۔ اگر کوئی ثبوت مانگے تو وصایا شریف ص ۸ سامنے لائیں

''حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصایا شریف ص ۸)

ادھر رنگ رلیاں تے موج میلے ادھر محدثین کی آہ وزاری

علامہ ابو اسحاق شاطبیؒ کی عبارت سے برملا یہ اظہار ہوتا ہے کہ شریعت میں کوئی چیز متعین نہ ہو اسے متعین کر لیں تو بدعت بن جاتی ہے۔ (الاعتصام ج ا ص ۳۴)

نامور مورخ علامہ بیرونی واضح کر چکے ہیں کہ گیارہویں، پندرھویں، دسویں دن اور ایک سال بعد میت کے نام پر کھانا کھلانا ہندوؤں کی رسم ہے (کتاب الھند ص ۲۸۲،۲۷۰)

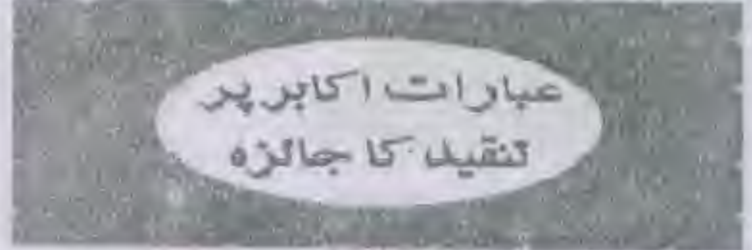
امام نوویؒ بھی شرح منہاج میں لکھ چکے ہیں تیجہ، پانچواں، دسواں، بیسواں، چالیسواں دن، چھٹا مہینہ اور سال بعد یہ سب کے سب امور بدعت میں سے ہے۔ (بحوالہ انوار ساطعہ ص ۱۰۵)

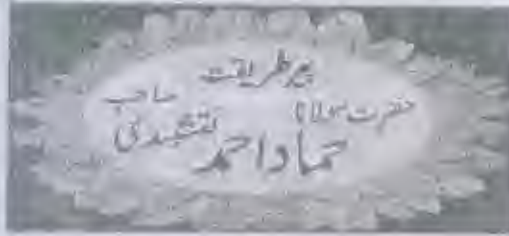
ملا علی قاریؒ تحریر فرما چکے ہیں کہ تیجہ کرنا مکروہ ہے (مرقات ج ۵ ص ۴۸۲)

علامہ طاہر بن احمد الحنفیؒ بھی زیر قلم یہ بات لا چکے ہیں کہ اہل میت کی طرف سے تین دن تک ضیافت جائز نہیں (خلاصۃ الفتاوی ج ۲ ص ۳۴۲)۔

لیکن ہم تو تیجہ کریں گے۔ دسویں، گیارہویں، پندرھویں منائیں گے چالیسواں، قل خانی، عرس بریانی مزے سے اڑائیں گے ہمیں جائز، ناجائز نہیں، حلال و حرام نہیں بس لنگر بے بہا چاہیے' کیونکہ ہمیں دین اسلام سے نہیں ہماری وابستگی تو مسلکِ احمد رضا سے ہے جس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ تیجہ، ساتواں، گیارہویں، چالیسواں اگر ممنوع ہے تو شریعت مطہرہ میں ممنوع ہے ہمارا تو مسلکِ احمد رضا ہے اس سے تو ثابت ہے اور ہمیں کیا چاہیے؟

☆........☆........☆





امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کی کتاب عبارات اکابر کا بزعم خویش جواب بریلوی مولوی غلام نصیر الدین نے جو مولوی اشرف سیالوی کے بیٹے ہیں، نے لکھا اس کا جواب مناظر اہل سنت پیر طریقت مولانا حماد صاحب نے لطمۃ اہل السنۃ المعروف ''عبارات اکابر پر تنقید کا جائزہ '' کے نام سے لکھا ہے جو قسط وار اس میں شائع کیا جا رہا ہے اب دوسری قسط پڑھیے۔

یہ الجواب عنقریب کتابی شکل میں آ رہا ہے ان شاء اللہ۔ کتاب کا مقدمہ اشرف سیالوی نے لکھا ہے اس کی عبارت قول کے تحت ہے اور اقول کے تحت مولانا نے اس کا جواب دیا ہے۔ از محمد فیاض طارق

قول: اللہ تعالیٰ کی جناب والا اپنی شان صمدیت اور بے نیازی کے باعث اور مقام خالقیت اور مرتبہ ربوبیت کی وجہ سے چونکہ مخلوق کی عیب جوئی سے بالاتر ہے اور اس میں کمی اور نقص کا احتمال ہی نہیں برخلاف جناب نبوت مآب اور رسالت پناہ علیہ السلام کے۔

اقول: محترم قارئین! علامہ اشرف سیالوی صاحب کی اس عبارت کو پڑھیے اور ملاحظہ کیجئے ان نام نہاد اور جھوٹے عاشقوں کی گستاخی

اشرف سیالوی صاحب لکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو عیب جوئی اور کمی اور نقص سے پاک ہے بخلاف نبی ﷺ کے نعوذ باللہ نبی ﷺ مخلوق کی عیب جوئی سے پاک نہیں اور آپ ﷺ میں نعوذ باللہ کمی اور نقص ہو سکتا ہے۔

افسوس صد افسوس! اتنی بڑی گستاخی اللہ کے حبیب ﷺ کی شان میں ہم اہل السنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ہر کمی اور نقص سے پاک پیدا فرمایا اور بنایا نہ صرف نقائص سے پاک پیدا فرمایا بلکہ ساری خوبیاں آپ ﷺ میں جمع فرما دیں چہ جائیکہ آپ ﷺ میں کسی کمی اور نقص کا کوئی امکان ہو بلکہ ہمارے حضرات نے تو یہاں تک کہا کہ کوئی نبی علیہ السلام کی جوتی

مبارک کو تحقیر کے طور پر جتیروی کہہ دے تو وہ بھی اسلام سے نکل جاتا ہے۔ آپ ﷺ میں کوئی کمی تو دور کی بات آپ ﷺ کے اصحاب بھی نقائص سے محفوظ ہیں۔ اللہ نے تو اپنے حبیب ﷺ کو ادنی سی تکلیف پہنچانا بھی حرام کہا ہے حتی کہ آپ ﷺ کو دور سے پکارے جانے کو بھی منع فرمایا۔

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات فاکثرھم لا یعقلون ۝ مگر افسوس آج نہ جانے کیوں بعض نا سمجھ دور سے دن رات نبی ﷺ کو پکارتے رہتے ہیں نہ صرف دور سے یا رسول اللہ کہہ کر پکارنے کو درست سمجھتے ہیں بلکہ جو نہ پکارے اس کو گستاخ سمجھتے ہیں۔ وا اسفاہ۔ اللہ تعالیٰ تو منع فرمائے۔ حجرہ مبارکہ سے باہر پکار کر بلانے کو اللہ کے حبیب ﷺ مزار اقدس میں بے شک حیات ہیں اور روضہ اقدس میں محو استراحت ہیں اور یہ نا سمجھ لوگ یہاں سے دن رات یا رسول اللہ کہہ کر پکار رہے ہیں حالانکہ اللہ نے منع کیا ہے کہ میرے حبیب ﷺ کو دور سے مت پکارو۔

حیرت اور افسوس ہے کہ اہل سنت کے یہ مناظر اور علامہ کیسی دیدہ دلیری سے لکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کمی اور نقص سے پاک ہے بخلاف نبی ﷺ یعنی نبی ﷺ میں نقص اور کمی ہو سکتی ہے (نعوذ باللہ)۔

اللہ نے اپنے حبیب ﷺ جیسا کوئی حسین اور جامع المحاسن انسان ہی نہیں پیدا فرمایا۔ بقول ہمارے مسلک کے عظیم عاشق رسول ﷺ بزرگ حضرت نفیس الحسینیؒ صاحب کے۔

دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسین اے ابد کے حسین تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

اللہ نے تو اپنے حبیب ﷺ میں ساری خوبیاں جمع کر دیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہی عقیدہ ہے علمائے اہل سنت دیوبند کا اور اب دیکھیے بریلوی مسلک کے مناظر اور علامہ صاحب کا قول کہ کیسے گستاخی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تو کمی سے پاک ہے بخلاف نبی ﷺ کے۔ افسوس یہ کیسا عشق اور ادب ہے؟

قولہ: جناب باری میں گستاخی قابل معافی جرم ہے۔

اقول: لگتا ہے شائد اسی پر جرأت کرتے ہوئے آپ کے اعلیٰ حضرت نے اللہ تعالیٰ کو وہ گالیاں دی ہیں کہ الامان والحفیظ۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی گالیاں (نعوذ باللہ من ذلک) کسی نے آج تک نہ دی ہوں گی۔ کیا ہندو کیا عیسائی کیا دہریے کسی کو یہ جرأت نہ ہو سکی۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے اور پورے یقین کے ساتھ ہے کہ یہ گالیاں جو آپ کے اعلیٰ حضرت نے اللہ جل شانہ کو فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ میں لکھی ہیں سوائے فتاویٰ رضویہ کے دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ہیں۔

قول: بارگاہ نبوت میں تنقید و تنقیص ناقابل معافی جرم ہے۔

اقول: قارئین کرام کیلئے اس جملے کی تسہیل ہم عرض کر دیتے ہیں علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ پر تنقید کرنا اور نقص نکالنا ناقابل معافی جرم ہے یعنی اگر توبہ کرے تو بھی توبہ قبول نہیں۔

اس سے پہلے کہ ہم اس عبارت پر کچھ کہیں علامہ صاحب سے گزارش ہے کہ اس جملہ کے سب سے پہلے حقدار تو آپ خود ہی بنتے ہیں۔ ماقبل میں آپ لکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں نقص نہیں بخلاف نبی ﷺ کے یہ کہہ کر آپ ﷺ کے ذات کے بارے میں نعوذ باللہ بتا دیا کہ نقص ہے اور آگے خود فرما رہے ہیں کہ جو نبی ﷺ کی ذات میں نقص نکالے اس کی توبہ بھی قبول نہیں تو اب علامہ صاحب گستاخی معاف۔ اب خود ہی وضاحت فرما دیں کہ آپ پر کیا حکم لگتا ہے۔ نیز آپ کے نزدیک کلمات کے ظاہر کا اعتبار ہے نیت کا اعتبار ہے آپ کے نزدیک بالکل غیر معتبر ہے یہ خیال رکھ کر جواب عنایت فرمایئے گا کہ بندہ جواب کا منتظر ہے۔

محترم قارئین! آج ہم آپ کو بریلوی مسلک کی دورخی پالیسی کی ایک جھلک دکھاتے ہیں تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ لوگ کیسا دوہرا معیار رکھتے ہیں اس کی مزید تفصیل اس عاجز کی کتاب تصویر کے دو رخ میں ملاحظہ کیجیے جو عنقریب شائع ہو رہی ہے جو اپنے موضوع پر ایک منفرد کتاب ہے ان شاء اللہ۔

علامہ صاحب نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ کی شان میں گستاخی توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتی ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ ایک جماعت کے نزدیک توبہ مقبول نہیں جیسا کہ مجمع الانہر، در مختار، درر، خیریہ، خلاصۃ الفتاویٰ، محیط میں ہے اور ایک جماعت کے نزدیک مقبول ہے۔ ہم سردست اس پر بحث نہیں کر رہے کہ اس میں راجح مذہب کیا ہے۔ علامہ صاحب کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ

ان کے نزدیک توبہ مقبول نہ ہونے کا قول معتبر ہے۔ قارئین کرام اب ہم آپ کو ایک جھلک دکھاتے ہیں کہ جب اپنی باری آئی تو کس طرح بریلوی مسلک کے علماء نے پیرا بدلا۔ ملاحظہ ہو۔

بریلوی مسلک کے امام احمد رضا خان صاحب کا شاعرانہ کلام حدائق بخشش کے نام سے چھپا ہوا ہے اس کے تین حصے ہیں (تیسرا حصہ آج کل ان حضرات نے غائب کر دیا ہے) حدائق بخشش کے اس تیسرے حصے میں ان کے اعلیٰ حضرت نے اللہ کے نبی حضرت یوسفؑ کی شان میں گستاخی کی نہ صرف آپ علیہ السلام کے مقام کو گھٹایا بلکہ ام المومنین سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بھی انتہائی گستاخی کے اشعار کہے۔ اشعار ملاحظہ ہوں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تعریف میں غلو کرتے ہوئے لکھا

روئے یوسف سے فروں تر حسن روئے شاہ ہے
پشت آئینہ نہ ہو انباز روئے آئینہ

یعنی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا حسن حضرت یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر ہے۔ نعوذ باللہ۔

اسی طرح امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں گستاخانہ اشعار کہے (نعوذ باللہ من ذلک)

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت کہ ہوئے
جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ بر

جب ہم سنیوں نے احتجاج کیا تو بریلوی مسلک کی طرف سے ان اشعار کے مرتب نے توبہ نامہ شائع کیا اور مرکزی مجلس رضا نے فیصلہ مقدسہ کے نام سے اس کی توبہ مقبول ہونے پر اپنے ہم مسلک علماء کی تائیدات کے ساتھ اس ''فیصلہ مقدسہ'' کو شائع کیا جس میں یہ موقف اختیار کیا گیا کہ چونکہ اس نے توبہ کر لی ہے اس لیے اس مرتب کو کچھ نہ کہا جائے۔

قارئین کرام! ذرا دل پر ہاتھ رکھیے اور بتایئے کہ کیسی دورخی پالیسی ہے۔ اشعار کہے احمد رضا خان صاحب نے توبہ کی محبوب علی نے جو مرتب ہے اور اس کی توبہ بھی قبول اور دوسری طرف

جناب اشرف سیالوی صاحب کی تحریر دوبارہ پڑھیے۔ ''تنقید وتنقیص نا قابل معافی جرم ہے''

جب اپنے آدمی اور مسلک کی باری آئے تو کس طرح بریلوی مسلک کے حضرات اس کی دھجیاں اڑاتے نظر آتے ہیں۔

دوسری مثال ملاحظہ ہو۔ بریلوی حضرات کے امام جناب احمد رضا خان صاحب کے ایک قریبی ساتھی اور دوست تھے جن کا نام تھا مولوی عبدالباری بعض معاملات میں انہوں نے احمد رضا خان سے اختلاف کیا مثلاً تحریک خلافت اور علماء دیو بند کی تکفیر وغیرہ اس کی پاداش میں احمد رضا خان صاحب نے انکو کافر قرار دیا اور سو سے زائد وجوہات ان کے کفر کی لکھی۔ (الطاری الداری حصہ اول) اب آپ ملاحظہ کیجئے علامہ اشرف سیالوی صاحب کی دورخ پالیسی۔

حضرت امام اہل السنتؒ نے عبارات اکابر میں لکھا کہ اعلیٰ حضرت نے تحریک خلافت میں حصہ لینے کی وجہ سے مولوی عبدالباری پر کفر کے فتوے لگائے۔

حضرت امام اہل السنت کی اس عبارت کا جواب دیتے ہوئے بریلوی مناظر علامہ اشرف سیالوی صاحب کے بیٹے غلام نصیر الدین صاحب لکھتے ہیں۔

''عبدالباری صاحب نے ان الفاظ سے توبہ کر لی تھی۔ جس کی وجہ سے ان کی تکفیر کی گئی تھی''۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا اپنے مسلک کے آدمی کو بچانے کے لیے کس طرح غلام نصیر الدین صاحب تیر ابدلا ہے۔

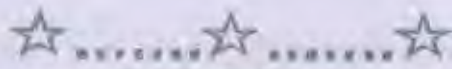
اب دوبارہ یہ جملہ اشرف سیالوی صاحب کا پڑھیے اور بریلوی حضرات کو اس دورخی پالیسی پر داد دیجئے۔ تنقید وتنقیص نا قابل معافی جرم ہے اور توبہ مقبول نہیں۔

محترم قارئین! بریلوی حضرات کی دورخی پالیسی کی داستان بہت طویل ہے ساتھی تفصیل سے پڑھنا چاہتے ہو وہ اسی عاجز کی کتاب ''تصویر کے دو رخ'' کا مطالعہ فرمائیں جو عنقریب ان شاء اللہ شائع ہونے لگی ہے کیا یہ اصول صرف سنیوں پر جھوٹے الزام لگا کر ان کی تکفیر کرنے کے لیے ہی رہ گیا ہے۔ اہل السنت کے علماء پر جھوٹے الزامات خود ساختہ معانی نکال کر ان پر فتوے لگاؤ اور ساتھ ہی کہو کہ ان کی توبہ بھی قبول نہیں۔ اور جب اپنے علماء کی بات آئے تو اس وقت ہر قسم کی تاویل بھی مقبول

ہے اور توبہ بھی مقبول ہے۔

یہ کہاں کا انصاف ہے۔ آپ کے اعلیٰ حضرت بڑی سے بڑی گستاخی کریں، دل چاہیں تو اللہ تعالیٰ کو گالیاں سنائیں۔ کبھی نبی ﷺ کی توہین کریں کہیں اولیاء کی گستاخی کریں مگر ان کی عبارات میں تو ہر طرح کی تاویل جائز۔ اور علمائے دیوبند کی باری میں چاہے وہ قسمیں کھا کر کہیں کہ ہمارے وہم وگمان میں بھی یہ مطلب نہیں جو تم بیان کر رہے ہو تو اس وقت ان کی ہر بات غیر معتبر۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ (جاری ہے)۔

☆.......☆.......☆



ایک صاحب نے حج کے موضوع پر لکھا ہوا اپنا مضمون کتابت کی غرض سے ایک کاتب کو دیا۔ بدقسمتی سے کاتب کا تعلق اس جماعت سے تھا جس کے نزدیک مسجد نبوی شریف اور مسجد حرام کے امام، بانی پاکستان محمد علی جناح اور شاعر مشرق علامہ اقبال کافر اور مرتد ہیں۔

کاتب نے مضمون کی کتابت شروع کی۔ لکھتے لکھتے جب وہ اس فقرے پر پہنچا کہ ''پھر جمرات کی رمی کرے'' تو قلم روک لیا۔ بیچارے نے یہ الفاظ نہ پڑھے نہ سنے تھے۔ اس نے اپنے فرقہ کے جاہل مولویوں سے کچھ سنا بھی تھا تو یہ کہ فلاں کافر ہے اور فلاں مرتد ہے اور یا پھر گیارہویں کے دودھ اور جمعرات کی روٹیوں کی من گھڑت فضیلتیں.......... سوچتا رہا کہ کیا لکھوں سوچتے سوچتے یکدم خوشی سے اچھل پڑا اور کہنے لگا ایسی تیسی وہابیوں کی اور پھر بیوی کو آواز دی۔ بلیوں والی سرکار کی بندی! ادھر تو آ۔ کہتے ہیں جمعرات کی روٹی بدعت ہے حالانکہ حج کے دوران بھی جمعرات کی روٹی کا حکم دیا گیا ہے اور پھر اس نے ''جمرات کی رمی کرے'' کی بجائے یہ لکھا کہ ''پھر جمعرات کی روٹی کرے''۔ منیٰ کے میدان میں پتھر کے تین ستونوں کو جمرات اور ان پر کنکریاں مارنے کو رمی کہتے ہیں مطلب یہ کہ ''پھر ان ستونوں کو کنکریاں مارے''۔

تحفہ سیفیہ

مولانا محمد سرفراز احمد صاحب

الحمدللّٰہ و الصلوۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ! اما بعد

کروڑہا رحمتیں نازل ہوں اللہ کے سچے حبیب ﷺ اور اللہ جل شانہ کی رحمتیں نازل ہوں ہمارے ان اکابر پر جنہوں نے ہمیں ہر باطل کے سامنے ڈٹنے والا بنایا اور اس معاملے میں ہماری ہر طرح سے رہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

پچھلے شمارے میں میں نے انکا دعوی نمبر ا ''میرے سارے مریدین وخلفاء ولی ہیں اور انکا انکار کفر ہے'' پیش کیا تھا اور اس پر تفصیل سے بات ہو چکی۔ اب اس شمارے میں ان کے دوسرے دعوؤں کو ذکر کرتا ہوں محض اللہ کی مدد اور توفیق کے ساتھ۔

دعوی نمبر۲: ''میں کامل پیر اور اخص الخواص ولی ہوں''۔

دلیل اول: کہ فقیر اپنے شیخ مبارک کی گواہی سے کامل مکمل پیر ہے (ہدایۃ السالکین ص ۱۷۰)۔

دلیل ثانی: فرمایا کہ اخند زادہ صاحب اخص الخواص اولیاء کرامؒ میں سے ہیں (ہدایۃ السالکین ص ۱۷۶)۔

دلیل ثالث: ہزارہا رویائے صالحہ اور کشوف حقہ صادقہ اور الہامات رحمانیہ ایسے موجود ہیں جو کہ اس فقیر کی مجددیت اور حقانیت پر گواہ عدل ہیں (ہدایۃ السالکین ص ۲۹۹)۔

دلیل رابع: ہزاروں کی تعداد میں جتنے بھی مسترشدین آتے ہیں تو اقرار کر لیتے ہیں کہ حقیقی کمالات اور شریعت کی ظاہرا اور باطنا اتباع اس فقیر کے اندر موجود ہے (ہدایۃ السالکین ص ۲۹۰)۔

دلیل خامس: فقیر کی ولایت، حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہری حجج بینہ دافعہ کے ساتھ ساتھ رویائے صالحہ بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں (ہدایۃ السالکین ص ۳۲۱)۔

دعوی نمبر۳: میرے مریدین علوم غریبہ کے مالک ہیں انوار الہیہ لوگوں تک پہنچا رہے ہیں

دلیل اول: اس فقیر کے واسطہ سے ہزاروں سالکین طریقت الہامات صحیحہ، کشوف حقہ اور علوم غریبہ کے مالک بن چکے ہیں (ہدایۃ السالکین ص ۱۷۸)۔

محترم قارئین: اس شمارے میں میں نے پیر سیف الرحمن صاحب کے دو دعوے ذکر کیے پہلے دعوے میں پیر صاحب نے اپنی تعریف کی کہ میں اخص الخواص ولی ہوں اور اس کو اپنے شیخ کی گواہی سے ثابت کیا اور ساتھ ہی مریدین کی خوابیں اور کشف والہام اسکے ثبوت میں لائے۔

اور دوسرے دعوے میں اپنے مریدین کی تعریفیں کیں۔

اب دونوں دعوؤں میں پیر صاحب کا طریقہ اکابر اہل سنت اور مشائخ نقشبند و دیگر اولیاء سے بالکل ہٹ کر ہے اور بظاہر اس کی وجہ صرف لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے تاکہ لوگ ان کی خانقاہ کا رخ کریں اور ان کی پیری مریدی کو چار چاند لگ جائیں۔ اللہ کا ولی وہ نہیں ہوتا جو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا پھرے اور اس کے لیے اپنی بزرگی کے واقعات بیان کرے۔ ایسا شخص کہ جس کا مقصود لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہو یہ ریاکاری میں مبتلا ہے۔ **اللہ کا ولی تو وہ ہوتا ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف متوجہ کرے نہ کہ اپنی طرف۔**

پیر صاحب نے اپنی اور اپنے مریدین کی تعریف میں جو اپنے شیخ کی گواہی اور اپنے مریدین کی خوابیں اور خود اپنے الہام وکشوف جو ذکر کیے ہیں وہ علم یقینی کا فائدہ نہیں دیتے بلکہ محض ظنی باتیں ہیں۔ نیز ہم سیفی بھائیوں سے گزارش کرتے ہیں کہ براہ کرم ہمیں بتلائیں کہ کس شیخ نے الہام اور کشف کو ولایت کا معیار بتایا ہے اور کشف تو یقینی ہوتا بھی نہیں۔ یقینی علم کا فائدہ تو صرف انبیاء و رسل کے الہام وکشوف اور خوابیں ہی دیتی ہیں جیسے قرآن وحدیث سے ثابت ہوتا ہے کوئی دوسرا ان کے ساتھ مشابہت نہیں کرسکتا۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں الہام وکشف بر غیر حجت نیست۔ (الہام و کشف دوسروں پر حجت نہیں ہیں)۔ (مکتوبات ص ۸۹)۔

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر مشائخ کے سرخیل امام حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا "پس کشف خود را بر قول علماء مقدم داشتن فی الحقیقت بقدم داشتن بر احکام قطعیہ منزل وھو عین الضلالۃ ومحض الخسارۃ" (مکتوبات ص ۵۴۶) یعنی اپنے کشف کو علماء کرام کے اقوال پر ترجیح دینا ایسا ہے جیسے احکام قرآنیہ پر ترجیح دی جائے اور ایسا کرنا

گمراہی کی جڑ اور خالص خسارہ ہے۔

جبکہ پیر صاحب کو اس کے برخلاف کشوف الہام پر نصوص قطعیہ کی طرح یقین ہے۔ اسی لیے جو پیر صاحب کے کشف والہام کو قبول نہ کرے اس پر جھٹ کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ محض اپنے کشف کے انکار پر دوسروں کی تکفیر۔ کیا ان کے کشف اور خواب وحی کا درجہ رکھتے ہیں جس کے انکار سے کفر لازم آئے؟

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ کشف والہام کو چھوڑ کر علماء کی باتوں پر عمل کرنا چاہیے جبکہ پیر صاحب علماء کو کافر قرار دے رہے ہیں اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہمیں کسی عالم کے فتوے کی ضرورت نہیں۔ پیر صاحب کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"ہمیں اس زمانے کی کسی عالم کے فتویٰ کا ضرورت نہیں" (ہدایہ السالکین ص ۱۴۹)

اب آپ دیکھیں کہ پیر صاحب کس طرح بے دھڑک حضرت مجدد الف ثانیؒ کی باتوں کو جھٹلا رہے ہیں اور دوسری طرف اپنے آپکو طریقت میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا تابع بھی کہتے ہیں یہ عجیب اتباع ہے (سبحان اللہ)۔

اب ہم پیر صاحب اور ان کے مریدین کی ولایت جو وہ ظاہر کرتے ہیں قرآن پاک کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ انکا اسے ظاہر کرنا کس درجے تک درست ہے۔

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "الم تر الی الذین یزکون انفسھم" الایۃ۔ اس آیت کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی فرماتے ہیں:

"الاستفھام للتعجب من حال من یزکی نفسہ اعتلانہ بین الناس ولا یحصل ذلک بتزکیۃ نفسہ بل یوجب ذلک دناءہ فی اعین الناس" یعنی اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر تعجب فرمایا ہے جو اپنی عزت کی خاطر لوگوں میں ولایت و پاکیزگی ظاہر کرتا ہے حالانکہ وہ اس طرح عزت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی" یعنی ولایت و پاکیزگی کے دعوے نہ کرو وہ خوب جانتا ہے کہ کون متقی و پرہیزگار ہے۔

اب قرآن پاک کی ان آیات سے معلوم ہوا کہ ولایت اور مجددیت کے لیے اشتہار دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ اشتہار دینے کا کام نجومیوں اور کاہنوں کا ہے نہ کہ اولیاء کا۔

چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد منقول ہے۔

" ان الذین امنوا وعملو الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا"۔ یعنی یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور بھلے عمل کیے اللہ تعالیٰ ان کے لیے محبت پیدا کردے گا۔

قاضی ثناء اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں "محبۃ فی قلوب المومنین او محبا تحبھم" یعنی ایمان والوں کے دلوں میں انکی محبت پیدا کردیں گے یا خود ان سے محبت کرنے لگیں گے۔

لہٰذا ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ کا مقبول بننے کے لیے کسی کی گواہی یا خوابوں کی ضرورت نہیں بلکہ اللہ ان کی مقبولیت کی گواہی اپنی مخلوق سے کرواتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے "عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا احب اللہ العبد قال لجبریل قد احببت فلانا فاحبہ فیحبہ جبریل ثم ینادی فی اھل السماء ان اللہ قد احب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم وضع لہ القبول فی الارض" (رواہ البخاری ومسلم)۔

یعنی حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر جبرئیل بھی محبت کرنے لگتے ہیں پھر آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں تم بھی محبت کرو پس سارے آسمانوں والے محبت کرنے لگتے ہیں پھر جبرائیل اسی محبت کو زمین والوں سے قبول کرواتے ہیں۔

اب ان تمام آیات اور احادیث سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کی شہرت و محبت خود لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں انہیں اعلان کی ضرورت نہیں جبکہ پیر صاحب اس کے برعکس کچھ اور ہی کہہ رہے ہیں ملاحظہ ہو۔

"اگر اولیاء کرام جو کہ وارثین ہیں اگر اپنی ولایت ظاہر نہ کریں تو مسترشدین ان کے فیوض عالیہ سے محروم رہیں گے (ہدایۃ السالکین ص ۱۷۰)۔ محترم قارئین یاد رکھیے جو سورج ہو اس کو

بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ میں سورج ہوں۔خوشبو وہ ہوتی ہے جو اپنی پہچان خود کرائے نہ کہ دوسرے بتلائیں۔

تبصرہ: گزشتہ ساری بحث سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اتنی آیات قرآنیہ جس میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ میں لوگوں کے دلوں میں اپنے بندوں کی محبت ڈال دوں گا اور اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے بھی یہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیں گے۔

تو پیر صاحب کو بھی چاہیے کہ اگر واقعتا وہ اللہ کے بندے ہیں تو مان لیں کہ ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ پیدا فرمائیں گے ان کو اتنے دعوے اور اعلانات وخوابیں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں لیکن پتہ نہیں کہ کیا وجہ ہے کہ پیر صاحب کو ان آیات واحادیث پر یقین نہیں آرہا۔فمن یھد یہ من بعد اللہ۔

لہٰذا پیر صاحب کو چاہیے کہ اپنی ولایت ومجددیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں وہ خود ہی اشتہار دے دے گا لیکن کاش پیر صاحب اس بات کو مان لیں۔

راتی ساری کر کرزاری نیل اکھاندے دھندے
فجری اوہ گناہگار صداندے جب تھیں تیویں ہوندے

اصل اولیاء کی شان تو یہ ہے **جبکہ پیر صاحب کے کشوف مریدین کی ولایت کو ظاہر کرتے ہیں اور مریدین کی خوابیں پیر صاحب کی ولایت کو یہ تو ایسے ہی ہو گیا جیسے مقولا مشہور ہے۔**

"من ترا ملا بگویم تو مرا حاجی بگو" یعنی میں تجھے ملا کہتا ہوں تو مجھے حاجی کہہ۔

قارئین کرام! ساری بحث کے بعد فیصلہ آپکے ہاتھ میں ہے کہ پیر صاحب کا مریدین کی ولایت کو ظاہر کرنا اپنے کشوف سے اور مریدین کی خوابوں سے اپنی ولایت کو ظاہر کرنا اور اس کے اعلان کرنا کس درجہ تک درست ہے۔ والسلام محمد سرفراز لاہور

اللہ تعالیٰ ہماری اس محنت کو قبول فرمائیں اور لوگوں کے لیے حق پر چلنے کا ذریعہ بنائیں (آمین)۔

☆.......☆.......☆





محترم مولانا حماد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے تو آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے وسائل اور افراد کی قلت کے باوجود "راہ سنت" جیسے عظیم الشان رسالہ کا اجراء کیا جس نے یقیناً اہل بدعت کی نیندیں حرام کردی ہونگی۔ شنید ہے کہ اس کی تقریباً ساری کاپیاں ختم ہو چکی ہیں اللہ آپ کی اس کاوش کو قبول فرمائے آمین۔ اللھم زد فزد۔

میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقہ میں بریلویوں نے اپنی عادت کے مطابق علمائے دیوبند کی عبارتوں سے متعلق شدید پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ بریلویوں نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کی کتاب "کلیات امدادیہ" کے چند اشعار پیش کیے ہیں جن کا تحریری جواب مطلوب ہے۔

(۱) دور کر دل سے حجاب جہل وغفلت میرے رب
کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے رب
ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(کلیات امدادیہ ص۱۰۳)

(۲) جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ ﷺ

(کلیات امدادیہ ص۲۰۵)۔

(۳) پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

(ایضاً ص ۲۵۱)۔

جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ محمد طلحہ صدیقی۔ قصور۔

محترم مولانا طلحہ صدیقی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں سرخرو کرے (آمین) آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ رسالے کی پسندیدگی کا شکریہ۔ رسالے کو جس طرح علماء اور طلباء کے طبقے میں پذیرائی ملی بندہ کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔ قلیل مدت میں رسالہ ختم بھی ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے آپ کے توجہ دلائے گئے امور کی وضاحت عرض کرتا ہوں آپ نے اپنے پہلے سوال میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے اس شعر میں استعمال ہونے والے لفظ ''مشکل کشا'' کی طرف توجہ دلائی ہے کہ بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ تم اولیاء اللہ کو تو مشکل کشا مانتے نہیں اور حضرت حاجی صاحب حضرت علیؓ کو مشکل کشا لکھ رہے ہیں۔

جواب سے پہلے چند اصول سمجھئے۔

۱۔ کسی بھی کلام کے معنی اور مطلب صاحب کلام کے تابع ہوتے ہیں یعنی کلام کے معنی کی تعیین میں صاحب کلام کی شخصیت اور نیت کو دخل ہوتا ہے اسی کو دیکھ کر حکم لگانا چاہیے۔

علماء اہل سنت ہمیشہ اس اصول کو اپناتے چلے آئے ہیں یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ جیسے متشدد بزرگ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے کلام میں جابجا تاویل کرتے ہیں۔ مثلاً فتاوی ابن تیمیہؒ میں جلد نمبر ۱۰ کے درج ذیل صفحات ملاحظہ کیجئے ص نمبر ۲۱۰، ۲۲۲، ۳۳۹، ۴۹۰۔

اسی طرح ان کے شاگرد حافظ ابن قیمؒ نے مدارج السالکین میں مولف منازل السائرین، شیخ الاسلام ہروی صوفی کے کلام کی جگہ جگہ تاویل کی ہے۔ صرف اسی وجہ سے کہ یہ حضرات متبع شریعت وسنت بزرگ تھے۔ حدیث میں ایک شخص کا تمثیلی واقعہ آیا ہے جس کا اونٹ گم ہو جانے کے بعد جب ملا تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔ یا اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا خدا، اگر یہی جملہ کوئی لکھ کر مفتی کو بھیجے تو مفتی کفر کا فتوی لکھے گا حالانکہ اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ کی خوشی کی مثال میں ذکر کیا گیا ہے۔

اگر صاحب کلام کو دیکھیں تو پتا چلے گا کہ اس نے یہ کلمہ کس حالت میں منہ سے نکالا ہے اور

تب مفتی صاحب کا فتوی بدلے گا۔ پس خوب سمجھ لیں کہ کلام کے معنی متعین کرنے کے لیے صاحب کلام اور اس کی نیت کو دیکھا جائے گا۔ اگر کسی پابند شریعت بزرگ سے کوئی ایسا کلام صادر ہو، جو بظاہر شریعت سے ٹکراتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی توجیہ کریں گے۔ علمائے اہلسنت کے نزدیک کوئی بھی توجیہ بظاہر ممکن نہ ہو تب بھی اس قسم کے کلمات کو "شطحیات" کہہ کر ان حضرات کو معذور قرار دیا جائے گا۔ مگر اس قسم کے کلمات پر عقیدے کی بنیاد قطعا اور تائید نہ ہوگی۔ جیسے شیخ بایزید کا "سبحانی ما اعظم شانی" کہنا اور کسی بے دین کا کہنا زمین و آسمان کا فرق رکھتا ہے۔ منصور حلاج کا "انا الحق" کہنا اور ہے اور کسی ملحد کا "انا الحق" کہنا اور۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوبات میں شیخ یحییٰ منیریؒ کی طرف منسوب ایک قول کہ سالک جب تک کافر نہ ہو مسلمان نہیں ہوتا اور جب تک اپنے بھائی کا سر نہ کاٹے مسلمان نہیں ہوتا، کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں "صوفیا اپنی دید کے انداز کے مطابق سکر اور غلبہ حال کے وقت اس قسم کی بہت سی باتیں زبان سے نکالتے ہیں۔ ان کو ظاہر پر محمول نہ جاننا چاہیے بلکہ ان کی توجیہ میں مشغول ہونا چاہیے کیونکہ مستوں کی کلام ظاہر سے پھیر کر توجیہ سے معلوم کیجاتی ہے چونکہ آپ نے یہ بیقرار کرنے والی باتیں ایک بزرگ سے نقل کی ہیں اس لیے ان کے حل میں کچھ لکھا گیا۔ (مکتوب ۴۳ حصہ سوم)

آپ خط کشیدہ تحریر پر غور فرمایئے، صاف لکھ رہے ہیں کہ یہ تاویل اسلیے کر رہا ہوں کہ صاحب کلام متبع شریعت بزرگ ہیں۔

مگر اہل بدعت عرف اور ظاہر کا اعتبار کرتے ہیں اور ان حضرات کے نزدیک نیت معتبر نہیں، بخاری شریف کی حدیث ہے اور محدثین نے اس حدیث کو خبر متواتر لکھا ہے "انما الاعمال بالنیات" اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

اسی طرح مسلم شریف کی حدیث ہے کہ جب ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا "ما احب ان بیتی مطنب بیت رسول اللہ ﷺ" تو نبی ﷺ نے ان سے نیت دریافت کی حالانکہ بظاہر مطلب غلط بنتا ہے اس حدیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ کلام کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے آپ بخوبی

چنانچہ بخاری شریف میں تین چار جگہ حدیث شفاعت آتی ہے لوگ پریشان ہوں گے کہ حساب و کتاب شروع ہو۔ سب انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے پھر آپ ﷺ کے ہی سبب حساب و کتاب شروع ہوگا پھر دوسری حدیث میں شفاعت کی تفصیل آئی ہے چنانچہ آپ ﷺ امت کی شفاعت فرمائیں گے اس مذکورہ بالا جواب کی تائید اس شعر سے بھی ہوتی ہے جسے حاجی صاحبؒ نے ان اشعار سے پہلے لکھا ہے۔

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ ﷺ

حضرت حاجی صاحبؒ اس کو دوسرے شعر میں شفاعت امت کے لحاظ سے اور تیسرے شعر میں اپنی شفاعت کے درخواست کے لحاظ سے پیش کر رہے ہیں۔

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت کی نجات کا مدار آپ ﷺ کی اتباع پر کر دیا ہے جو آپ ﷺ کی پیروی کریں گے پار لگ جائیں گے ورنہ ڈوب جائیں گے۔

۳۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ قرین قیاس ہے کہ حاجی صاحب نے یہ اشعار مدینہ منورہ میں مواجہہ شریف پر کہیں ہیں جس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یہ اشعار "گلزار معرفت" کے ہیں جس کے جامع نے شروع میں حضرت حاجی صاحبؒ کے تعارف میں لکھ ہے "المکی مورداً" جس سے پتہ چلتا ہے کہ گلزار معرفت مکہ مکرمہ ہجرت کرنے کے بعد لکھی گئی ہے۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت حاجی صاحبؒ نے مدینہ منورہ حاضری میں یہ اشعار کہے ہوں اور ان اشعار کے ذریعے سے درخواست کی ہو کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ روز قیامت آپ کچھ لوگوں کو دیکھ کر منہ موڑ لیں گے، کچھ کو دیکھ کر خوش ہوں گے جن کو دیکھ کر خوش ہوں گے وہ کامیاب ہو جائیں گے پس میری نجات کا مدار اسی معنی میں آپ ﷺ پر ہے کہ آپ مجھے دیکھ کر خوش ہوں گے یا ناراض؟

۴۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ ہم اہل سنت کے نزدیک نبی ﷺ سے روضہ اقدس پر حاضری کے وقت دعا کی درخواست کرنا بالکل جائز ہے مگر آپ ﷺ سے دعا مانگنا جائز نہیں (ماخوذ از فتاوی رشیدیہ ص ۱۳۴) یعنی اپنے لیے یہ عرض پیش کرنا کہ آپ ﷺ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں یہ جائز

صورت ہے اور یوں کہنا کہ آپ ﷺ میری حاجت پوری کردیں مثلاً مجھے اولاد دے دیں یا رزق دے دیں یا شفا دے دیں تو یہ درست نہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ ہندیہ ص ۲۶۶،ج ۱، مراقی الفلاح ص ۴۰۷،۴۰۶)۔

حضرت حاجی صاحبؒ کے اشعار بھی درحقیقت مواجہہ شریف پر نبی ﷺ سے دعا کی درخواست پر مبنی ہیں یعنی کشتی کنارے پر لگانے اور پار لگانے سے مراد یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ میرے حق میں اللہ کے حضور دعا کردیں تو میرا بیڑہ پار ہے اور اگر آپ ﷺ نے میرے حق میں دعا نہ کی تو میری کشتی ڈوب جائے گی۔

۵۔ پانچواں جواب وہی ہے کہ اگر ظاہر پر ان اشعار کو رکھا جائے اور تاویل نہ کی جائے بقول بریلوی حضرات کے تو بھی حضرت گنگوہیؒ کا قول کہ ہم تصوف میں حضرت حاجی صاحبؒ کے مقلد ہیں تحقیقات فقہیہ میں نہیں نیز ان اشعار میں ندائے یارسول اللہ ﷺ ایسے ہی ہے جیسے ماں اپنے بچے کو محبت میں یاد کرتی ہو حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ بیٹا یہاں نہیں ہے۔ جبکہ بریلوی حضرات نبی ﷺ کو حاضر اور عالم الغیب سمجھ کر ندا کرتے ہیں جو ناجائز ہے۔ موحد کا یارسول اللہ کہنا اور ہے اور مشرک کا یا رسول اللہ کہنا اور ہے تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

☆........☆........☆

کا فاصلہ ہے مگر راہ میں بیٹھنے کی نوبت آتی تھی۔ اس حالت پر فرائض تو فرائض نوافل بھی کبھی بیٹھ کر نہیں پڑھی اور ان میں گھنٹوں کھڑا رہنا، بارہا خدام نے عرض کیا کہ آج تراویح بیٹھ کر ادا فرماویں تو مناسب ہے، مگر جب آپ کا جواب تو یہی تھا کہ ”نہیں جی یہ تو کم ہمتی کی بات ہے“۔ اللہ رے ہمت آخر ”افلا اکون عبداً شکوراً“ کے قائل کی نیابت کوئی سہل نہ تھی جو اس ہمت کے بغیر حاصل ہو جاتی۔ یوں تو ماہ رمضان المبارک میں آپ کی ہر عبادت میں بڑھوتری ہو جاتی تھی مگر تلاوت کلام اللہ کا شغل خصوصیت کے ساتھ اس درجہ بڑھتا تھا کہ مکان تک آنے جانے میں کوئی بات نہ فرماتے تھے۔ نمازوں میں اور نمازوں کے بعد تخمیناً نصف ختم قرآن مجید آپ کا یومیہ معمول قرار پایا تھا۔ جس شب کو صبح کو پہلا روزہ ہوتا آپ حضار جلسہ سے فرمادیا کرتے تھے کہ ”آج سے کچہری برخواست۔ رمضان کو بھی آدمی ضائع کرے تو افسوس کی بات ہے“۔ اس مجاہدہ پر غذا کی یہ حالت تھی کہ کامل رمضان بھر کی خوراک پانچ سیر اناج تک پہونچنی دشوار تھی۔

”تذکرۃ الرشید“ میں دوسری جگہ ماہ مبارک کے معمولات میں حکیم اسحاق صاحب نہوڑی خلیفہ حضرت امام ربانی کی ایک تحریر لکھی ہے وہ لکھتے ہیں:

رمضان شریف میں صبح کو خلوت خانہ سے دیر میں برآمد ہوتے۔ موسم سرما میں اکثر دس بجے تشریف لاتے، نوافل اور قرأت قرآن وسکوت ومراقبہ میں بہ نسبت دیگر ایام بہت زیادتی ہوتی، سونا اور استراحت نہایت قلیل، کلام بہت کم کرتے بعد نماز مغرب ذرا دیر خلوت نشینی کا ذائقہ لے کر کھانا تناول فرماتے۔ تراویح کی بیس رکعت اوائل میں خود پڑھاتے تھے اور آخر میں صاحبزادہ مولوی حافظ حکیم محمد مسعود احمد صاحب کے پیچھے پڑھتے۔ بعد وتر دو رکعت طویل کھڑے ہو کر پڑھتے، دیر تک متوجہ بقبلہ بیٹھ کر پڑھتے رہتے۔ پھر ایک سجدہ تلاوت کر کے کھڑے ہو جاتے تھے۔ بندہ نے بعض الفاظ سن کر اندازہ کیا ہے کہ اس درمیان میں سورہ تبارک الذی اور سورہ سجدہ اور سورہ دخان پڑھتے تھے۔ اکثر تمام عشرۂ ذی الحجہ اور عاشورا اور نصف شعبان کا روزہ رکھتے۔

☆.......☆.......☆

Khilafat E rashida Media

Magzine Site:

www.Rahesunnat.tk
www.rahesunnat.blogspot.com
www.RaheSunnat.weebly.com
www.SaifeHaq.tk

Useful Site:

www.thelastprophet.com
www.lastprophet.tk
www.shahbanekhatmenabuwat.blogspot.com
www.kr-hcy.tk
www.realitymediapk.tk
www.haqcharyaar.tk
http://downlaodbayyan.blogspot.com/
www.shaheedeislam.com
http://www.haqforum.com/
www.ahlehaq.com
http://www.alqalamonline.com/
http://khanqah.com/
http://darulifta-deoband.org/
http://rahesunnat.wordpress.com

Contact :

Ghulam.e.shahaba@gmail.com

www.rahesunnat.org@gmail.com